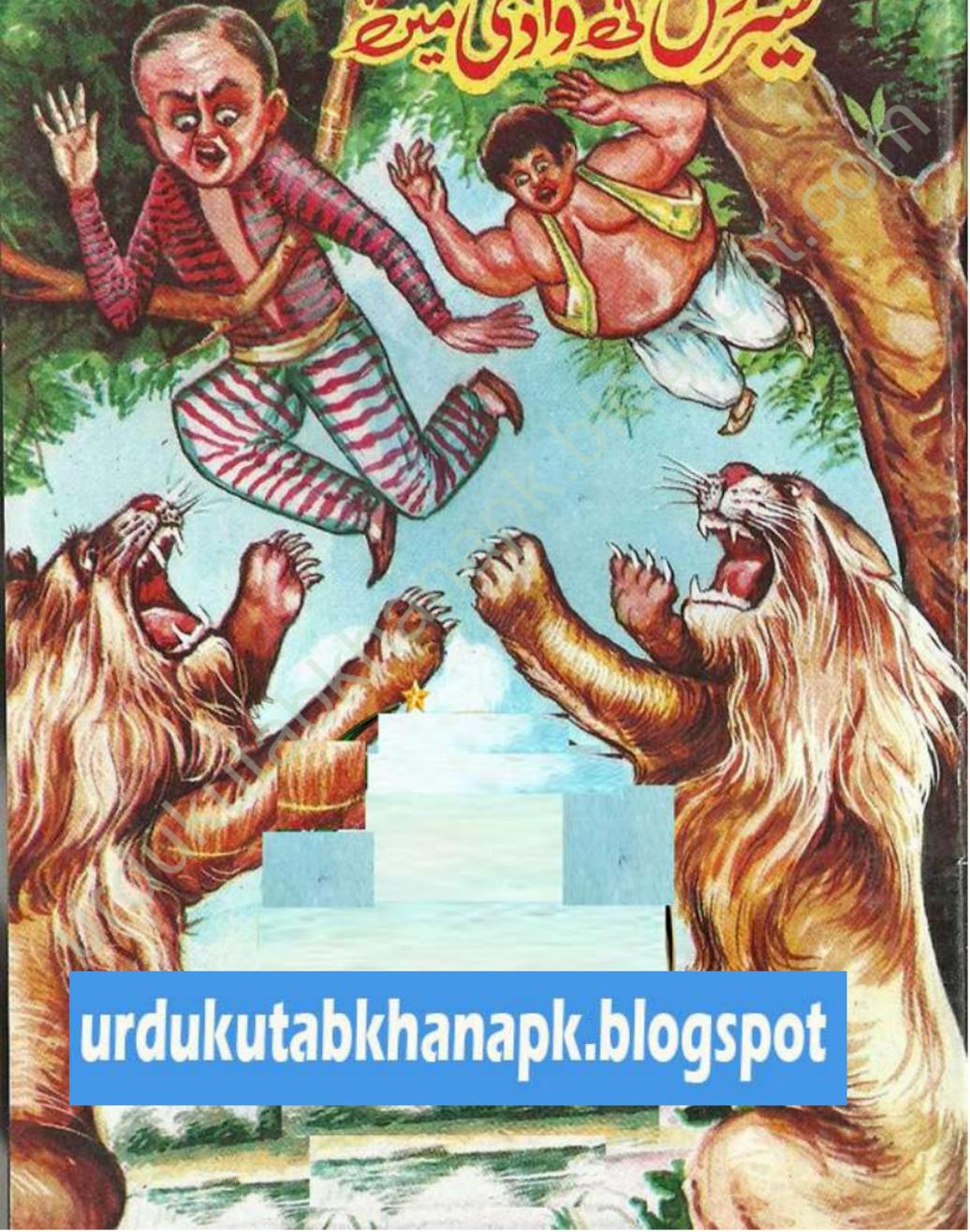


آنکلو بانگلو شیروں کے وادی میں



urdukutabkhanapk.blogspot

آنگلو بانگلو کا قہقہوں سے بھر پور کارنامہ ۹

آنگلو بانگلو

شیروں کی وادی میں

منظہر کلیم ایم اے



کتب خانے کا پتہ۔

محمد مارکیٹ
اردو بازار
لاہور

Mob: 0300-9401919

یوسف برادریز



اردو کتب خانہ پی کے

urdukitabkhanapk.blogspot

دریا میں ڈوبتے ہی کچھ لٹوں تک تو
رنگارنگ بانگلو کو یوں شہوں ہوا کہ جیسے وہ کسی
اندھیری غار میں گرتے چلے جا رہے ہوں۔ ان
کے ذہنوں پر اندھیرے کی چادر سی لپٹتی چلی
گئی مگر پھر اچانک ہی یہ اندھیرے چھٹ گئے
اور ہر طرف روشنی پھیل گئی۔ وہ دونوں ابھی
تک آپس میں لپٹے ہوتے تھے اور پھر انہیں
سب کچھ صاف نظر آنے لگا۔ ان کے چاروں
طرف پانی ہی پانی تھا اور اس پانی کے عین
درمیان میں وہ بڑے مزے سے تیرتے ہوئے
آگے بڑھے چلے جا رہے تھے۔ پانی میں ہونے

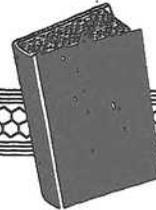
ناشران ----- اشرف قریشی

----- یوسف قریشی

ترجمین ----- محمد بلال قریشی

طابع ----- پرنٹ یارڈ پرنٹرز لاہور

قیمت ----- 25/- روپے



کے باوجود ان کا سانس باقاعدگی سے آ جا رہا تھا۔

آننگو بھائی آننگو بھائی! بانگلو نے اچانک آننگو سے مخاطب ہو کر کہا۔

”کیا بات ہے بانگلو بھائی؟“ آننگو نے اپنا بڑا سا سر ہلاتے ہوئے پوچھا۔

”یہ آخر ہم کہاں جا رہے ہیں۔ وہ شیروں کی وادی کہاں ہے؟“ بانگلو نے پوچھا۔

”میرا خیال ہے کہ شیروں کی وادی کہیں اس پانی کی تہ میں ہوگی۔ جبھی یہ پانی ہمیں وہاں لے جا رہا ہے۔“ آننگو نے فلسفیانہ انداز میں کہا۔

”بالکل ٹھیک ہے۔ یقیناً وہ شیر پانی کے بنے ہوئے ہوں گے۔ پھر تو ٹھیک سے ہمیں جب پانی گئے گی ہم شیر پی جائیں گے اس طرح شیر ختم ہو جائیں گے اور ہم شرط جیت جائیں گے۔“ بانگلو نے خوشی سے تلقاری مارتے ہوئے کہا۔

”مگر شرط تو یہ تھی کہ ہم دو رلوں والے

شیر کا سر کاٹ کر لے جائیں۔" آنکلو نے اُسے یاد دلاتے ہوئے کہا۔

ہاں! مجھے تو یاد ہی نہ رہا۔ یہ کم بخت عورتیں اتنی شرطیں لگا چکی ہیں کہ اب تو یاد بھی نہیں رہتا کہ کونسی شرط تھی۔" بانگلو نے بڑا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

پھر اس سے پہلے کہ آنکلو کوئی جواب دیتا اچانک پانی میں شدید ہلچل سی مچ گئی اور پھر انہوں نے دیکھا کہ ایک پہاڑ جتنی بڑی مچھلی انتہائی تیزی سے تیرتی ہوئی ان کی طرف بڑھی چلی آ رہی تھی۔ اس کا خوفناک منہ کھلا ہوا تھا اور خوفناک دانت چمک رہے تھے۔

"ارے باپ رے، اتنی بڑی مچھلی۔" بانگلو نے چیختے ہوئے کہا۔

"گھبراؤ نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے کھانے کا بندوبست کر دیا ہے۔ تم خود سوچو، اگر پیاس لگی تو شیر پیئیں گے مگر جھوک لگی تو کیا کھائیں گے۔ وہاں کھانے کو تو کچھ نہ ملے گا۔ اب الیا کریں گے کہ مچھلی کھائیں گے اور شیر

پتیں گے۔" آنگلو نے اُسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔
 "مگر ایسا نہ ہو کہ ہم سے زیادہ اس مچھلی
 کو جھوک لگی ہو اور وہ ہمیں کھا جائے۔" بانگلو
 نے خوف سے کپکپاتے ہوئے جواب دیا۔
 اب مچھلی کافی نزدیک پہنچ چکی تھی اور اس
 کے نوزناک دانت اور زیادہ مچھیاں لگنے لگے
 تھے۔

"ہاں! یہ بات تو سوچنے کی ہے۔ مگر اب
 پانی میں رہ کر تو میں سوچ بھی نہیں سکتا۔"
 آنگلو نے کہا۔
 "تو پھر کہاں سوچیں اور اگر ہم نے سوچا نہ
 تو مچھلی ہمیں کھا جائے گی۔" بانگلو نے بھی
 پریشانی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔
 "کیوں نہ اس مچھلی کے پیٹ میں جا کر سوچیں
 کم از کم وہاں پانی تو نہ ہوگا۔" آنگلو نے تجویز
 پیش کرتے ہوئے کہا۔
 "یہ ٹھیک ہے۔ وہاں ہم اکیلے ہوں گے اور
 اطمینان سے بیٹھ کر سوچیں گے۔ اور جب ہم
 سوچ لیں گے پھر باہر آ جائیں گے۔" بانگلو

نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

اُسی لمحے خونناک مچھلی اپنا منہ پھاڑے ان کے قریب پہنچ گئی۔

”مٹھرو بڑی مچھلی! پہلے یہیں اپنے پیٹ میں جانے دو۔ ہم وہاں بیٹھ کر سوچ لیں۔ پھر تم سے بات کریں گے۔“ آننگو نے ہاتھ اٹھا کر مچھلی سے مخاطب ہو کر کہا۔

مگر مچھلی جہلا ان کے کہنے سے کہاں رکتی تھی۔ اس نے ان پر حملہ کر دیا اور یہ حملہ اتنا خونناک تھا کہ وہ دونوں پنج نہ سکے۔ اور وہ اس کے بڑے بڑے دانتوں کے درمیان سے گزر کر اس کے پیٹ کے اندر گھستے چلے گئے۔

مچھلی کا پیٹ اتنا بڑا تھا کہ انہیں یوں محسوس ہوا جیسے وہ کسی بہت بڑے گنبد نما مقبرے میں آگئے ہوں۔

مچھلی کے پیٹ کے اندر بھی پانی موجود تھا۔ مگر اس پانی کا رنگ سُرخ تھا اور اس میں سے سڑاند کی سی بڑا آہنی تھی۔ اب

وہ دونوں اس گندے اور سڑے ہوئے پانی میں ڈبکیاں کھا رہے تھے۔

”ارے باپ، رے، یہ ہم کہاں آگئے ہیں۔“

تو یہ تو بہ کتنی بدبو ہے۔ بانگلو نے کہا۔

”ہاں! بڑی گندی بو ہے۔ میرے خیال میں

یہ مچھلی ہی غلیظ ہے۔ سجانے کب سے نہاتی

ہی نہیں۔“ بانگلو نے جواب دیا۔

”نہانا تو ایک طرف، مجھے تو محسوس ہو رہا

ہے کہ اس نے زندگی بھر منہ ہی نہ دھویا

ہوگا۔“ بانگلو نے مزید شکوہ لگاتے ہوئے کہا۔

”تو پھر چلو اس مچھلی سے کہیں کہ پہلے

وہ نہا دھو لے۔ پھر ہم اس کے پیٹ میں

آئیں گے۔“ بانگلو نے کہا اور بانگلو نے بھی

سر ہلا دیا۔

اور پھر ان دونوں نے اس طرف تیزی

سے تیز شروع کر دیا جدھر سے ہوا اندر

آ رہی تھی۔ اور جلد ہی وہ مچھلی کے بڑے

گلپٹروں میں پہنچ گئے۔ ان کا خیال تھا کہ

مچھلی منہ سے سانس لے رہی ہوگی اس لئے

وہ اس کا منہ ڈھونڈتے ہوتے اس طرف چلے گئے جہاں سے ہوا آرہی تھی اب انہیں کیا معلوم کہ مچھلی انسانوں کی طرح منہ سے سانس لینے کی بجائے گلپٹروں سے سانس لیتی ہے۔ چونکہ مچھلی بہت بڑی تھی اس لئے اس کے گلپٹرے بھی بہت بڑے تھے اور وہ تیزی سے ابل رہے تھے۔ وہ دونوں ان ہلتے ہوئے گلپٹروں سے چمٹ گئے۔

ان دونوں کے دہاں پہنچنے کی وجہ سے شاید مچھلی کو سانس لینے میں رکاوٹ سی محسوس ہوئی۔ اس لئے اس نے تیزی سے ادھر ادھر چکر لگانے شروع کر دیئے۔ مگر بانگلو جیسا موٹا آدمی جب گلپٹرے سے چمٹا ہوا ہو تو پھر جھلا مچھلی سانس کہاں سے لیتی۔ اور پھر جب مچھلی کا سانس بالکل رکنے لگا تو وہ انتہائی تیزی سے پانی کی سطح کی طرف بلند ہونے لگی۔

اور پھر جیسے ہی اس کا بڑا سا سر گلپٹروں سمیت پانی سے باہر نکلا، اس نے

سائنس لینے کے لئے اپنے بڑے سے سر کو انتہائی تیزی سے جھٹکا دیا۔ یہ جھٹکا اتنا زوردار تھا کہ ان کے ہاتھوں سے نہ صرف گلپڑے چھوٹ گئے بلکہ وہ ہوا میں اڑتے چلے گئے اور چونکہ مچھلی کے اپنے سر کو گردش دیکر جھٹکا دیا تھا اس لئے وہ اڑتے ہوئے سیدھے دریا کے کنارے پر موجود جھاڑیوں میں جا گئے اور ان کے گلپڑوں سے ہٹتے ہی چونکہ مچھلی کی سائنس ٹھیک ہو گئی تھی اس لئے وہ تیزی سے پانی میں غوطہ کھا گئی اور وہ دونوں دریا کے کنارے جھاڑیوں پر پڑے رہ گئے۔

چند لمحے تو اس طرح اچانک گرنے سے ان کے ہوش و حواس معطل رہے، مگر پھر جلد ہی وہ ہوش میں آ گئے اور اچھل کر زمین پر کھڑے ہو گئے۔ اب وہ اس دریا کے دوسرے کنارے پر موجود تھے اور ان کے پیچھے دور تک گھنی جھاڑیاں پھیلی ہوئی تھیں۔

”چلی گئی وہ غلیظ مچھلی، میں نے تو اُسے نہانے کے لئے کہنا تھا۔“ بانگو نے ادھر ادھر

دیکھتے ہوئے کہا۔
 "وہ تو نہاتی رہے گی۔ میرا خیال ہے کہ
 پہلے ہم نہا لیں۔ مجھے تو اپنے جسم سے وہی
 مچھلی والی بدبو آ رہی ہے۔" ہانگلو نے کہا۔
 اور پھر ہانگلو بھی مان گیا کہ انہیں خود
 بھی نہانا چاہیے کیونکہ مچھلی کے پیٹ کے
 اندر غلیظ اور سُرخ رنگ کے پانی سے ان
 کا تمام جسم اور کپڑے لٹھکے ہوئے تھے۔
 پھانچہ چند لمحوں بعد انہوں نے کپڑے اتارے
 اور پھر پیسے انہوں نے دیا کے پانی میں
 کپڑے دھونے شروع کر دیے۔
 وہ دونوں اپنے اپنے کپڑے دھو رہے
 تھے کہ اچانک ایک لہر آئی اور ہانگلو کے
 ہاتھ سے اس کے کپڑے چھوٹ گئے۔
 "ارے ارے میرے کپڑے۔" ہانگلو نے انہیں
 پکڑنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا مگر دیرا سکی
 تیز لہریں انہیں دُور بہا کر لے گئیں۔
 "کیا ہوا ارے کپڑے بھاگ گئے؟" ہانگلو نے
 جو اپنے کپڑوں کو دھونے میں مصروف تھا چونک

کہا۔ اور پھر اُسے بھی اپنے کپڑوں کا خیال نہ رہا اور اس کے کپڑے بھی اس کے ہاتھوں سے چھوٹ کر دریا کی لہڑیوں کی نذر ہو گئے۔ اُسے تمہارے کپڑے بھی جھاگ رہے ہیں۔ بانگلو نے چیخ کر کہا اور جب تک آنگلو متوجہ ہوتا، اس کے کپڑے بھی دریا کے وسط میں پہنچ چکے تھے اور اب وہ دونوں مختصر سی نیکیں پہنے پورے جسم سے ننگے دریا کے کنارے کھڑے حیرت سے پلکیں جھپکا رہے تھے۔

”بڑے بے وفا نکلے یہ کپڑے۔ سچ مچ ہی جھاگ گئے۔“ بانگلو نے تقریباً روتے ہوئے

کہا۔ ”کوئی بات نہیں۔ ان کو بھی جلد پتہ چل جائیگا۔ جب مچھلیاں انہیں پکڑ کر پہن لیں گی۔ تب یہ ہمیں یاد کریں گے۔“ آنگلو

نے جواب دیا۔ ”مچھلیاں آنگلو بانگلو بن جائیں گی اور شہزادی سے شادی کر لیں گی۔ اور ہم

ٹاپتے رہ جائیں گے۔ بانگلو نے انتہائی فکر مندانہ لہجے میں کہا۔

”ہاں! یہ بات تو سوچنے کی ہے۔ ہم شرطیں پوری کرتے رہ گئے اور شادی آنگلو بانگلو مچھلیاں کر لیں گی۔ مگر ایک بات ہے بانگلو۔ آنگلو نے اچانک خوشی سے اچھلتے ہوئے کہا۔
”کیا بات ہے۔ تمہیں خوشی ہو رہی ہے جبکہ مجھے کنوارے رہ جانے پر رونا آ رہا ہے۔“ بانگلو نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

”بات یہ ہے بانگلو کہ آنگلو بانگلو مچھلیاں زیادہ سے زیادہ مچھلی شہزادی سے شادی کر لیں گی تو کرتی رہیں۔ اس دریا کی مچھلیاں نہاتی نہیں، اس طرح مچھلی شہزادی بھی نہاتی نہ ہوگی اور بدلہ وار اور گندی ہوگی۔“ آنگلو نے اُسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

”ارے ہاں! واقعی گندی شہزادی مچھلی سے آنگلو بانگلو مچھلیاں ہی شادی کریں۔ ہم کیوں کریں۔ ہم تو اس شہزادی سے شادی کریں گے جو روزانہ نہاتی ہو۔“ بانگلو نے بھی اس

بار خوش ہوتے ہوئے کہا۔
 ”مگر ہم تو ابھی تک نہاتے نہیں۔ اگر
 ہمارے نہانے سے پہلے کوئی نہاتی ہوئی شہزادی
 آگئی تو پھر وہ ہم سے شادی نہ کریگی۔“
 آنکلو نے کہا۔

”ارے ہاں جلدی سے نہالو۔ کوئی نہ کوئی
 شہزادی آئے ہی والی ہوگی۔“ بانگلو نے کہا اور
 پھر اس نے تیزی سے دریا کا پانی اچھال
 اچھال کر اپنے جسم پر ڈالنا شروع کر دیا۔
 اُسے نہانا دیکھ کر آنکلو جھلا کب بیچھے رہنے
 والا تھا۔ اس نے بھی تیزی سے نہانا شروع
 کر دیا۔

نہا دھو کر جب وہ فارغ ہوتے تو ان
 کے جسم خاصے ہلکے پھلکے ہو چکے تھے اور
 طبیعت میں فرحت سی آگئی تھی۔

”مجھے تو نیند آرہی ہے آنکلو! ہو سکتا
 ہے کوئی شہزادی خواب میں آجائے اور بغیر
 کوئی شرط لگاتے مجھ سے شادی کر لے۔
 اس لئے میں تو سو رہا ہوں۔“ بانگلو نے

جھاڑیوں کے اوپر لیٹے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے آنکھیں بند کر لیں۔

"واہ واہ! تمہارے خواب میں شہزادی آجاتے اور تم شادی کر لو اور میں جاگتا رہوں" اور کنوارا رہ جاؤں۔" آنکھوں نے خواب دیا اور پھر وہ بھی تیزی سے جھاڑیوں پر لیٹ گیا اور اس نے بھی آنکھیں بند کر لیں۔

یہ شاید نہانے کا اثر تھا یا پھر وہ کافی دُور سے دشمنوں کے ساتھ پیدل چلتے ہوئے آئے تھے کہ لیٹ کر آنکھیں بند کرتے ہی وہ گہری نیند میں کھو گئے اور پھر بانگلو کے خوفناک خراٹوں سے اردگرد کا ماحول گونجنے لگا۔

یوں محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے کوئی پن چکی چل رہی ہو یا ہزاروں جھوت مل کر چیخ رہے ہوں۔

وہ دونوں اتنی گہری نیند سو رہے تھے کہ انہیں دُور سے شیروں کے دھاڑنے کی آوازیں بھو تیزی سے قریب آتی جا رہی تھیں

سنائی ہی نہ دیں۔ وہ اُسی طرح مت پڑے
رہے۔
شائد وہ بھول گئے تھے کہ اس وقت
وہ خونناک شیروں کی وادی میں ہیں اور
شائد شیروں نے ان دونوں کی بو سونگھ
لی تھی اس لئے وہ تیزی سے ان کی
طرف بڑھے چلے آ رہے تھے۔



اردو کتب خانہ پی کے

urdukitabkhanapk.blogspot

شیروں کے دھاڑنے کی خوفناک آوازیں
لمحہ بہ لمحہ نزدیک آتی جا رہی تھیں۔ یوں
لگ رہا تھا کہ جیسے ہزاروں شیر ریل کر
دھاڑتے ہوتے آنگلو بانگلو کی طرف دوڑے
چلے آ رہے ہوں۔

اور پھر جب شیروں کی دھاڑوں سے آس
پاس کی فضا گونج اچھی تو سب سے
پہلے آنگلو کی آنکھ کھلی اور دوسرے لمحے
وہ یوں اچھل کر کھڑا ہو گیا جیسے اس کے
پیروں میں سپرنگ نکل آتے ہوں۔ شیروں کی
دھاڑیں اب کافی نزدیک آگئی تھیں۔

”بانگلو! ارے موٹے بانگلو! اٹھو جلدی۔ شیر
شہزادی بینڈ باجے بجاتی چلی آرہی ہے۔“
آننگو نے تیزی سے خراٹے لیتے ہوئے
بانگلو کو جھنجھڑتے ہوئے کہا۔

”کک کک کیا کہہ رہے ہو بینڈ باجے۔
میری برات آرہی ہوگی۔“ بانگلو نے ایک جھکے
سے اٹھتے ہوئے کہا۔

”تمہاری برات کہاں سے آ جائیگی؟ موٹے
آدمیوں کی برات آتی نہیں جاتی ہے قبرستان
کی طرف۔“ آننگو نے فلسفہ جھاڑتے ہوئے
کہا۔

”ارے باپ سے! یہ تو شیروں کی آواز
لگتی ہیں۔ اچانک بانگلو کے چھوٹے دماغ
میں خیال آیا۔

”ہاں ہاں! اسی لئے تو کہہ رہا ہوں کہ
شیر شہزادی کی برات آرہی ہے مجھ کو
دوہا بناتے۔“ آننگو نے جواب دیا۔

”شیر شہزادی کی بارات! مگر یہ تو بینڈ
باجوں کی بجائے شیروں کے دھاڑنے کی

آوازیں ہیں۔ بانگو نے اپنے دماغ پر زور

دیتے ہوئے کہا۔ تیری عقل واقعی مونگ چلی جتنی ہے۔

شیر شہزادی کے ساتھ شیروں کی آوازیں نکالنے والے بیسنڈ ہی ہوں گے اب پھلا بالٹریاں اور ڈھول تو ہونے سے رہے۔

بانگو نے اُسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

ہاں! بات تو سمجھ میں آرہی ہے یعنی

بیسنڈ باجے والے شیر دُھن بجاتے آرہے ہیں۔ بانگو نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

بالکل یہی بات ہے۔ اچھا اب تم میرا شیر شہزادی سے نکاح پڑھانے کی تیاری کرو۔

بانگو نے اپنا کمزور سا سینہ زبردستی پھلاتے ہوئے کہا۔

”میں، اور تمہارا نکاح پڑھاؤں؟ یہ کیا

کہہ رہے ہو؟ اپنے نکاح کے لئے کوئی

اور ڈھونڈو۔ میں تو اپنا نکاح پڑھوں گا۔

بانگو نے غصیلے لہجے میں جواب دیتے

ہوئے کہا۔

”ارے ہمارے کپڑے واپس آگئے ہیں۔ اچانک
 آننگو نے کہا۔ اس کی نظریں ذرا دُور دیا
 کے کنارے پر جمی ہوئی تھیں، جہاں ان
 دونوں کے کپڑے ڈھیر کی صورت میں پڑے
 ہوئے تھے۔“

”میرا خیال ہے کہ مچھلیوں نے دھو کر
 بھیجے ہیں۔ اور انہیں پہن لیں۔ ایسا نہ ہو
 کہ یہ پھر بھاگ جائیں۔“ بانگو نے سر
 ہلاتے ہوئے کہا اور پھر وہ دونوں تیزی
 سے آگے بڑھے۔

کپڑے واقعی دھلے دھلائے موجود تھے شاید
 موبوں نے انہیں باہر کنارے پر اچال دیا
 تھا۔

ان دونوں نے جلدی سے اپنے اپنے
 کپڑے پہن لئے۔ اور پھر جھینے ہی وہ کپڑے
 پہن کر فارغ ہوئے، اچانک سامنے کی جھاڑیوں
 سے سینکڑوں کی تعداد میں انتہائی خوفناک
 شیر نمودار ہوئے۔ وہ مسلسل دھاڑ رہے تھے
 اور ان کی سُرخ آنکھیں شعلے برسا رہی

تھیں۔

”ارے باپ ارے! یہ تو اصلی شیر ہیں
 بیٹے باجے والے نہیں! آننگو بانگو نے خوفزدہ
 ہوتے ہوتے کہا اور پھر وہ دونوں خوف
 کے مارے تیزی سے پیچھے ہٹنے لگے۔
 شیر جو پہلے دوڑتے ہوئے آ رہے تھے
 اب آہستہ آہستہ گروہ کی صورت میں آگے
 بڑھنے لگے تھے۔ جہاں تک نظر پڑتی تھی
 شیر ہی شیر تھے۔

آننگو بانگو کو دیکھ کر شیروں کی خوفناک
 آنکھوں میں بے پناہ چمک اُبھر آئی تھی۔
 ”بھائی شیرو! خدا کے لئے رک جاؤ۔ پہلے
 ہماری بات سن لو۔ ہم تمہارے مہمان ہیں۔“
 آننگو نے ہاتھ اٹھا کر شیروں سے مخاطب
 ہو کر کہا۔ مگر خوف کی شدت سے اس کی
 آواز لرز رہی تھی اور وہ قدم بہ قدم پیچھے
 ہٹتا جا رہا تھا۔
 بانگو غریب کے منہ سے تو دہشت کے
 مارے آواز ہی نہیں نکل رہی تھی۔

ادھر شیر آہستہ آہستہ آگے بڑھے چلے
آرے تھے اور پیچھے وہ خونک دریا تھا۔
جس میں پہاڑ جیسی مچھلیاں موجود تھیں
آنگلو بانگلو دونوں کو موت اب صاف دکھائی

دے رہی تھی۔
"ارے کم بختو رک بھی جاؤ۔ آگے بڑھے
چلے آرے ہو۔ تمہیں دکھائی نہیں دیتا کہ
ہمارے پیچھے دریا ہے۔" اچانک آنگلو نے
غصیے لہجے میں شیروں سے مخاطب ہوتے
ہوتے کہا۔

"آنگلو! کیوں نہ ہم اپنا رُخ بدل لیں
پھر ہمارے پیچھے دریا نہ رہے گا۔ اچانک
بانگلو کو نسی سوچھی۔

"ارے ہاں! واقعی اس کا تو مجھے خیال
ہی نہیں آیا۔ چلو جلدی سے رُخ بدل لو۔
دریا ہمارے پیچھے نہ رہے گا۔" آنگلو نے
اپنا بڑا سا سر ہلاتے ہوئے کہا۔

اور پھر وہ دونوں انتہائی تیزی سے مڑ
گئے۔ اب ان کا رُخ دریا کی طرف تھا

اور شیر ان کی پشت پر تھے۔
شیر اسی طرح قدم بہ قدم آگے بڑھے
چلے آ رہے تھے۔

اب بیشک آجاؤ۔ ہمیں کوئی فرق نہیں
پڑتا۔ ہمارے پیچھے اب دریا نہیں آنگلو
نے پہلی بار خوشی سے بھرپور ہلچے میں
کہا۔

دیکھا! میں نے کیسی تجویز بتائی ہے۔ اب
یہ شیر ہمارا کیا بگاڑ لیں گے؟ بانگلو نے
شوخی ہلچے میں کہا۔

اب وہ دونوں دریا کے کنارے پر پہنچ
چکے تھے اور ادھر شیر اور ان کے درمیان
اب فاصلہ خاصا کم رہ گیا تھا۔

وہ دونوں دریا کی طرف اپنا رخ کئے
کھڑے تھے مگر گردن موڑ کر دیکھ شیروں
کی طرف ہی رہے تھے۔

جب شیر کافی نزدیک آگئے تو اچانک
ان میں سے ایک بڑا سا شیر آگے بڑھ
آیا اور باقی شیر وہیں رُک گئے۔ انہوں نے

دھاڑنا بند کر دیا تھا۔ اب وہ صرف غرا رہے تھے۔

وہ بڑا سا شیر آگے بڑھ کر ایک لمحے کے لئے رُکا۔ پھر اس کا پیٹ زمین سے لگ گیا اور دُوم تیزی سے دائرے کی صورت میں گھومنے لگی۔ اس کے انداز سے محسوس ہو رہا تھا کہ وہ حملہ کرنے ہی والا ہے۔

”دیکھو! یہ بڑا شیر ہمارے سامنے جھک کر سلام کر رہا ہے۔“ آنگلو نے شیر کو زمین سے لگتے دیکھ کر بانگو سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

”اے! مگر ہم نے تو ان کی طرف پشت کر رکھی ہے۔ اگر ہم منہ ان کی طرف کر لیں تو یقیناً یہ بیٹھنے کی بجائے لیٹ کر سلام کرے گا۔“ بانگو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”بالکل کرے گا۔ کیسے نہیں کرے گا۔“ آنگلو نے کہا۔ اور پھر اس نے تیزی سے اپنا رخ بدلا۔ اور اُسے رُخ بدلتے دیکھ کر بانگو

جھلا کیے پشت کتے کھڑا رہتا۔ وہ بھی تیزی سے مر گیا۔

اور پھر جیسے ہی ان کا رُخ شیروں کی طرف ہوا، اسی لمحے اس بڑے شیر نے ان دونوں پر چھلانگ لگا دی۔ اس کا رُخ بانگلو کی طرف تھا۔ شاید اس نے اسے صحت مند سمجھ کر پہلے کھانے کا پروگرام بنایا تھا۔

”ارے باپ رے، یہ تو اب گلے ملنے آرہا ہے۔“ آنکلو بانگلو کے سمنہ سے نکلا اور اس کے ساتھ ہی وہ شاید شیر سے گلے ملنے کے لئے تیزی سے آگے بڑھ آتے اور شاید اس طرح ان کا آگے بڑھنا فائدہ مند ثابت ہوا۔ کیونکہ اب شیر کا اندازہ غلط ہو گیا اور وہ بانگلو کے سر سے اوپر ہوتا ہوا سیدھا پیچھے دریا میں جاگرا اور اس کے حلق سے ایک خوفناک دھاڑ نکل گئی۔ اس کے ساتھ ہی باقی شیر بھی دھاڑنے لگے۔ ان کی آوازوں سے اب بے پناہ غصہ

جھلک رہا تھا۔
 ارے ارے یہ تو دریا میں جاگرا!
 ان دونوں نے بے اختیار مڑتے ہوتے کہا۔
 "میرا خیال ہے نہانے گیا ہے تاکہ نہا
 دھو کر ہم سے گلے ملے۔" آنکھوں نے کہا مگر
 دوسرے لمحے ان کی آنکھیں حیرت سے مچھٹی
 کی مچھٹی رہ گئیں۔ کیونکہ جیسے ہی وہ
 خوفناک شیر دریا میں گرا، کسی طرف سے وہی
 پہاڑ جیسی خوفناک مچھلی نمودار ہوئی اور پھر
 دیکھتے ہی دیکھتے شیر اس کے چھانک جیسے
 دھانے میں غائب ہو گیا اور اس کے ساتھ
 ہی مچھلی نے پانی میں غوطہ لگایا اور غائب
 ہو گئی۔

"اب تو یقیناً اسے نہانا پڑے گا۔ بڑی
 گندی مچھلی نے اسے کھایا ہے۔" آنکھوں نے
 خوشی سے تعلقاری مارتے ہوتے کہا۔
 اسی لمحے اچانک تمام شیر مل کر خوفناک
 آواز میں دھاڑنے اور پھر ان سب کے
 پیٹ زمین سے مل گئے۔ اب شاید وہ سب

مل کر ان دونوں پر حملہ کرنا چاہتے تھے۔
 "ارے ارے سداک اجاؤ، اتنے سادھے شیروں
 سے بھلا ہم کیسا گلے لامل لاسکتے ہیں۔ لیکن
 ایک کر کے آؤ بیوقوفو، ڈانگلو بانگلو نے صحیح کر
 شیروں سے تہ مخاطب ہو کر کہا۔ "وہ نہایت
 اسی لمحے لاپٹاں پھینک کر کی نظر قریب
 موجود ایک ڈھلے سے درخت پر چڑھ گئے جو
 نہ صرف خاصا چھوٹا تھا بلکہ لٹکاؤی والا بلند
 بھی تھا۔ تیرا ریٹا جھکا ہوا تھا۔
 کیوں نہ اس درخت پر چڑھ جائیں۔
 اس طرح سارے پیغمبر ڈاکٹے لہلہ مل بسکیں
 گے۔ بادی بادی چھلاگ ڈانگا کر آئیں گے اور
 گلے مل کر نیچے اگڑے ہو جائیں گے۔ بانگو
 نے آنگو سے کہا: "بے شک ساری
 اور پھر جیسے ہی آنگو اترتے ہا سسر ہلایا
 وہ دونوں تیزی سے درخت کی طرف دوڑ
 پڑے۔ بانگو چونکہ درخت کے بلے حد قریب
 تھا اس لیے وہ پہلے پھرتے کے قریب پہنچ
 گیا۔

ادھر شیر ان دونوں کو درخت کی
 طرف دوڑتے دیکھ کر یکدم رُک گئے۔ شاید
 انہوں نے حملے کا ارادہ بدل لیا تھا۔
 اور پھر بانگو بھاری جسم ہونے کے باوجود
 انتہائی تیزی سے درخت پر چڑھتا چلا گیا۔
 بانگو بھی اس کے پیچھے تھا۔
 چند ہی لمحوں میں وہ دونوں درخت کی
 اوپر والی شاخوں پر پہنچ چکے تھے۔
 شیر دُور کھڑے انہیں حیرت بھری نظروں
 سے دیکھ رہے تھے۔
 "اب آؤ باری باری چھلانگ لگاؤ اور
 گلے مل لو۔ ان دونوں نے شاخوں پر
 بلیٹے ہی شیروں سے مخاطب ہو کر کہا۔
 شیروں نے جب انہیں درخت پر چڑھتے
 دیکھا تو وہ تیزی سے دوڑے اور پھر
 درخت کے گرد پھیلتے چلے گئے، ایک لمحے
 کے لئے ان سب نے سر اٹھا کر اوپر
 کی طرف دیکھا اور پھر اچانک شیر آگے
 بڑھے اور ان سب نے پوری قوت سے

درخت کی طرف چھلانگیں لگا دیں۔ پونہ
 شیر کثیر تعداد میں تھے۔ اس لئے ان
 میں سے کئی پلوی قوت سے درخت کے
 تنے سے ٹکرائے اور ان کی ٹکروں سے
 درخت بڑی طرح ہلا اور آننگو بانگلو جو
 بڑے اطمینان سے شاخوں پر بیٹھے ہوئے
 تھے سنبھل نہ سکے اور نیچے گرنے لگے
 اور انہیں گرتا دیکھ کر باقی شیروں نے
 دھاڑتے ہوئے یقیناً نوشی کا اظہار کیا۔
 ادھر اچانک گرنے کی وجہ سے ان
 دونوں کے حلق سے چیخیں نکل گئیں۔
 مگر اب یہ ان کی نوشی تسمتی تھی
 کہ آننگو اوپر سے گر کر ایک نیچلی شاخ
 سے اس طرح لٹک گیا کہ اس کا دھڑ
 نیچے تھا جب کہ دونوں بازو شاخ کی
 دوسری طرف تھے۔ اس طرح وہ سینے کے
 بل شاخ سے لٹکا ہوا تھا اور بانگلو
 کے نیچے شاخ تو نہیں تھی البتہ لڑٹی ہوئی
 شاخ کا ایک سرا ضرور تھا اور پھر اس

کھڑے پگھلے پانی کے ذریعے اس ٹوٹی ہوئی شاخ
 کے ایک ٹکڑے کو اٹھا اور وہ اس شاخ کے
 پھلے ہوئے حصے میں ایک لمحے کے لئے لٹکا رہا۔
 دوسرے لمحے اس ٹکڑے کے ساتھ اسی شاخ پر
 لٹکا رہا جس کے ساتھ لٹکا ہوا تھا اور
 اسے نیچے لپری مضبوطی سے وہ شاخ پکڑ لی
 ان کی بدقسمتی تھی کہ شاخ
 مضبوطی سے تھی کہ ایک وقت ان دونوں
 کا بوجھ بھاری تھا۔ چنانچہ ایک زبردست
 چڑچڑاہٹ سے وہ ٹوٹی اور وہ دونوں شاخ
 سمیت نیچے کھڑے ہوئے شیروں کے
 درمیان گرے۔
 ان کے اچانک گرنے اور شاخ کے ٹوٹنے
 سے چڑچڑاہٹ سے ایک لمحے کے لئے تو
 گھبرا گئے اور تیزی سے پیچھے ہٹتے
 گئے۔
 مگر جیسے ہی وہ دونوں اٹھک کھڑے
 ہوئے شیر ایک بار پھر ان کی طرف
 بڑھے۔

"ارے خدا کا خوف کرو۔ پہلے ہمیں چوٹیں
تو سہلاتے دو کم بختو! آخر ہم اوپرنگی سے
گرے ہیں۔ چوٹیں تو ہمیں ضرور ملنی ہوں
گی۔ ان دونوں نے اپنے جسموں کو دونوں
ہاتھوں سے ٹٹولتے ہوتے کہا۔

مگر ظاہر ہے شیر جھلا ان کی چوٹوں
کی کہاں پرداہ کرتے تھے۔ ان سب نے
ط کر دھاڑتے ہوتے ان پر حملہ کر دیا
اور انہیں یوں لگا جیسے شیروں کا بادل
سا ان پر چھپاتا چلا جا رہا ہو۔ خوف کے
مارے ان کی گھگھی سی بندھ گئی اور دہشت
سے ان کے دماغوں پر اندھیرے سے پھیلتے
چلے گئے۔



اردو کتب خانہ پی کے

urdukutabkhanapk.blogspot



اردو کتب خانہ پی کے

urdukutabkhanapk.blogspot

خونناک شیر آہنگو بانگلو کے درخت سے
گرتے ہی ان پر ٹوٹ پڑے اور ظاہر ہے
کہ سینکڑوں شیروں کے بیک وقت حملے کے
بعد آہنگو بانگلو کے بچ بچکنے کا سوال
ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔

ادھر درخت سے گرتے ہی اور اتنے
خونناک شیروں کو اپنے اوپر حملہ کرتے دیکھ
کر وہ خوف اور دہشت سے بیہوش ہو کر
گر گئے۔

مگر عجیب بات یہ تھی کہ شیروں نے
آہنگو بانگلو پر حملہ تو ضرور کیا مگر جیسے

ہی شیروں کے پنچے اور منہ آنگلو بانگلو کے
جھول سے ٹکرائے، شیر یوں اچھل کر دُور
جا گرتے۔ جیسے انہیں بجلی کے جھکے لگ
رہے ہوں۔

اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے شیر آنگلو بانگلو
سے یوں دُور ہٹنے لگے جیسے وہ دونوں
ان کے لئے مصیبت بن گئے ہوں۔ شیروں
کے دھاڑنے سے کان پڑی آواز سنائی نہ
دے رہی تھی۔ جب کہ ان کے درمیان
آنگلو بانگلو دہشت کے مارے زمین پر بیہوش
پڑے ہوتے تھے۔

اب شیروں نے ان دونوں کے گرد
حلقہ سا بنا لیا تھا اور وہ بڑے غضبناک
انداز میں دھاڑ رہے تھے۔ مگر آگے نہیں
بڑھ رہے تھے۔ یوں لگتا تھا کہ جیسے
وہ ان دونوں سے خوف زدہ ہو گئے ہوں۔
ابھی انہیں دھاڑتے ہوئے چند ہی لمحے
گزرے ہوں گے کہ اچانک دُور سے شیر
کے دھاڑنے جیسے آواز سنائی دی۔ مگر یہ

انسانی آواز مٹتی۔ البتہ انداز شیر کے دھارنے جیسا ہی تھا۔ اس آواز کو سنتے ہی آنکھوں ہانگوں کے گرد موجود شیر اچانک خاموش ہو گئے اور وہ سب تیزی سے مڑ کر ادھر دیکھنے لگے جہر سے یہ آواز آتی تھی۔ قد آدم جھاڑیوں کی وجہ سے ادھر کوئی چیز نظر نہ آرہی تھی۔ مگر اس کے باوجود شیر یوں خاموش کھڑے تھے جیسے اس آواز کا ادب کر رہے ہوں۔

تھوڑی دیر بعد اچانک جھاڑیوں میں سے دو شیر نمودار ہوئے۔ یہ شیر باقی شیروں کی نسبت قد میں اونچے تھے اور انتہائی خونناک تھے۔ ان میں سے ایک شیر کسی پشت پر ایک نوجوان عورت سوار تھی جس نے شیر کی کھال کا لباس پہنا ہوا تھا اس کے خوبصورت سنہرے بال اس کے شانوں پر پھیلے ہوئے تھے جبکہ دوسرے شیر کی پشت پر ایک سفید داڑھی والا بوڑھا

سوار تھا۔ اس نے بھی شیر کی کھال کا لباس پہنا ہوا تھا۔ البتہ اس نے اپنے سر پر سفید پٹی باندھی ہوئی تھی وہ دونوں یوں شیروں کی پشت پر بیٹھے تھے جیسے لوگ گھوڑے کی پشت پر سواری کرتے ہیں۔ آننگو بانگلو کے گرد موجود تمام شیروں نے انہیں دیکھتے ہی اپنے سر جھکا دیتے۔

”یہ سارے شیر یہاں کیوں اکٹھے ہیں؟“
نوجوان عورت نے اس بوڑھے سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور اس عورت کی بات سنتے ہی اس بوڑھے نے اپنے حلق سے شیروں جیسی غراسٹ بھری آواز نکالی۔ جس کے جواب میں آننگو بانگلو کے قریب موجود ایک شیر نے دھاڑتے ہوئے کچھ کہا۔

”اوہ تو کوئی بد قسمت انسان ادھر آ نکلا ہے۔“ شہزادی نے شیر کا جواب سنتے ہوئے کہا۔ اتنی دیر میں وہ دونوں آننگو بانگلو کے قریب پہنچ چکے تھے۔

"ارے یہ تو دو آدمی ہیں اور شائد
دونوں زندہ ہیں۔" اس عورت نے شیر کی
پشت سے چھلانگ مارتے ہوئے کہا اور
پھر وہ تیزی سے دوڑتی ہوئی ہنگامہ ہنگامہ
کی طرف بڑھی۔ قریب آکر وہ ٹھٹھک کر
رک گئی۔ وہ بڑھا بھی اب شیر کی پشت
سے نیچے اتر آیا تھا۔

"واقعی شہزادی صاحبہ! یہ دونوں زندہ ہیں۔"
بڑھے نے انتہائی حیرت بھرے انداز میں
عورت سے مخاطب ہو کر کہا۔

اسی لمحے شہزادی نے اپنے حلق سے
شیروں کی آواز نکالی اور پھر دو چار شیروں
نے اکٹھے ہی اس کی بات کا جواب دیا۔
یقیناً وہ دونوں شیروں کی نہ صرف زبان
سمجھتے تھے بلکہ ان کی زبان میں بات بھی
کر لیتے تھے اس لئے جیسے ہی وہ شیروں
جیسی آواز نکال کر ان سے کچھ پوچھتے تو
شیر فوراً ان کی بات کا جواب دیتے۔
"بدبو، ان کے جسموں سے تو بدبو آتی

ہے، شہزادی نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔
 "ہاں! شہزادی صاحبہ! شیر بتا رہے ہیں کہ
 ان کے جسموں سے پہاڑ مچھلی کی بدبو آتی
 ہے اور تم جانتی ہو کہ شیر اس بدبو
 سے بہت ڈرتے ہیں؟ اس بوڑھے نے تفصیل
 بتاتے ہوئے کہا۔

"مگر پہاڑ مچھلی کی بدبو ان کے جسموں سے
 کیسے آسکتی ہے؟ یہ بدبو اسی صورت میں
 آسکتی ہے جب یہ پہاڑ مچھلی کے پیٹ
 میں پہنچ جائیں اور ظاہر ہے اگر یہ اس
 کے پیٹ میں پہنچ جاتے تو زندہ واپس
 نہ نکل سکتے تھے؟ شہزادی نے حیرت بھرے
 لہجے میں بوج کرتے ہوئے کہا۔

"اب اس بارے میں تو یہ خود ہی بتا سکتے
 ہیں کہ پہاڑ مچھلی کی بدبو ان کے جسموں
 سے کیسے آ رہی ہے؟ بوڑھے نے اُلجھے
 ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"ہاں وزیر بابا! میں ان سے یہ بات ضرور
 پوچھوں گی۔ بڑے عرصے کے بعد تمہارے علاوہ

کسی زندہ انسان سے باتیں کرنے کا موقع ملا ہے ورنہ اب تک تو اگر بھولا بھٹکا کوئی آدمی وادی میں آ نکلتا تھا تو شیر اُسے ایک لمحے میں چٹ کر جاتے تھے۔

شہزادی نے کہا۔
 "ہاں! ویسے یہ کوئی بہت ہی خوش قسمت

انسان لگتے ہیں جو اس طرح شیروں سے بچ گئے ہیں۔ میں انہیں ہوش میں لے آتا ہوں"۔ وزیر بابا نے آگے بڑھتے ہوئے کہا اور پھر وہ سیدھا آنکلو کے قریب پہنچا اور اس نے ایک ہاتھ آنکلو کے منہ پر رکھا اور دوسرے ہاتھ سے اس کی تاک پھٹکی میں پکڑ لی۔ اس طرح آنکلو کی سانس بند ہو گئی اور زیادہ سے زیادہ ایک منٹ بعد ہی آنکلو کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی اور اُسے ہوش میں آتا دیکھ کر وزیر بابا نے دونوں ہاتھ ہٹا لئے۔

دوسرے لمحے ایک زبردست چھینک مار کر آنکلو ہوش میں آ گیا۔ اور ہوش میں آتے

ہی وہ اچھل کر بیٹھ گیا اور حیرت سے
 ادھر ادھر دیکھنے لگا۔
 اور پھر جیسے ہی اس کی نظریں شہزادی
 پر پڑیں اس کے جسم کو ایک زور وار
 جھٹکا لگا اور وہ یوں اچھل کر کھڑا ہو گیا
 جیسے کسی نے سرورہ جسم میں رُوح پھونک
 دی ہو۔

”واہ واہ! خدا کی قسم لطف آ گیا۔ اتنی
 خوبصورت بیوی کے متعلق تو میں نے کبھی
 خواب میں بھی نہ سوچا تھا۔ آننگو نے
 نوشی سے باچھیں چھاڑتے ہوئے کہا اور پھر
 وہ یوں تیزی سے شہزادی کی طرف بڑھا
 جیسے آگے بڑھ کر اُسے گلے لگانا چاہتا
 ہو۔“

”ارے ارے پیچھے ہٹو۔ یہ کہاں بھاگے آئے
 ہو۔“ شہزادی نے اُسے یوں بے ساختہ اپنی
 طرف بڑھتے دیکھ کر جھکتے ہوئے کہا اور اس
 کی بات سن کر آننگو یکدم رُک گیا۔ البتہ
 اس کی نظریں شہزادی پر یوں جھی ہوئی تھیں

جیسے مقناطیس سے لوہا چمٹ جاتا ہے۔
 "واہ! کیسے پیچھے ہٹوں؟ خدا خدا کر کے
 تو بغیر شرط کے مجھے بیوی ملی ہے اور
 اب میں پیچھے ہٹ جاؤں۔ یہ کیسے ہو
 سکتا ہے؟" آننگو نے کہا۔

"یہ تم کیا بھوس کر رہے ہو؟ بیوی
 بیوی کی رٹ لگا رکھی ہے۔ ادب سے
 جھک جاؤ۔ پاگل آدمی۔ یہ شیر شہزادی ہیں
 شیروں کی ملکہ! بوڑھے وزیر نے بچہ غصیلے
 لہجے میں کہا۔

"شیروں کی ملکہ! لاجول ولاقوہ۔ تمہارا داغ
 شانہ بہت بوڑھا ہو گیا ہے۔ ملکہ تو انسانوں
 کی ہوتی ہے۔ شیروں کی ملکہ تو کوئی شیرنی
 ہوگی۔ یوں کہو کہ آننگو کی ملکہ! آننگو نے
 بڑا سا منہ بتاتے ہوئے جواب دیا۔

"آخر تم ہو کون؟ اور کہاں سے آئے
 ہو؟ شیر شہزادی نے جھنجھلاتے ہوئے لہجے
 میں پوچھا۔

"میں! تم مجھے نہیں جانتی، کمال ہے۔

ہیرت ہے۔ اتنی کم علمی اچھی نہیں ہوتی کہ اپنے شوہر کو بھی نہ پہچانو۔ میرا نام آنگکو ہے اور یہ میرا بھائی بانگکو ہے۔ ارے مگر بانگکو کہاں گیا؟ آنگکو نے بانگکو کا نام دیتے ہی چونک کر کہا۔ شائد ہوش میں آنے کے بعد پہلی بار اُسے بانگکو کا خیال آیا تھا جو ابھی تک بے ہوش پڑا ہوا تھا۔

”ارے یہ تو بیہوش پڑا ہوا ہے۔ چلو اچھا ہے بیہوش ہی پڑا رہے۔ اگر یہ ہوش میں آگیا تو مجھے آدھی شہزادی بانٹنی پڑے گی۔ یاد پاگل بوڑھے! ایسا نہیں ہو سکتا کہ کسی شیر کو کہو کہ بانگکو کو کھا جائے۔ پھر میں اطمینان سے سالم شہزادی سے شادی کر لوں گا؟ آنگکو نے وزیر بابا سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

شہزادی صاحبہ! یہ شخص مجھے پاگل لگت ہے۔ میرا خیال ہے کہ اسے واپس دیا میں دھکیں دینا چاہیے۔“ وزیر بابا نے غصیلے انداز

میں شہزادی سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس کا
چہرہ غصے سے سُرخ ہو رہا تھا۔ اُسے شاید
آننگلو کا دیا ہوا خطاب "پاگل بوڑھے" پر بید
غصہ آ گیا تھا۔

"ہاں ہے تو پاگل ہی، مگر تہیں دلچپ
کرتا ہے۔ تم ایسا کرو کہ اس کے موٹے
ساتھی کو ہوش میں لے آؤ۔ شاید وہ
سمجھدار ہو۔" شہزادی نے مسکرتے ہوئے کہا۔
"ارے ارے اسے ہوش میں نہ لانا۔ یہ
بڑا خطرناک آدمی ہے۔" آننگلو نے ہاتھ اٹھا
کر آننگلو کی طرف بڑھتے ہوئے وزیر بابا کو
روکنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا "منہجی نہیں۔"
"خطرناک آدمی! کیا مطلب؟ میں کہا منہجی نہیں۔"

شہزادی نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔
"شیر شہزادی عرف آننگلو کی ملکہ! یہ میرا
بھائی آننگلو ہے۔ یہ جب ہوش میں آتا
ہے تو تمہارے بڑے بڑے دیوؤں کے
پیٹ چھاڑ دیتا ہے۔ مگر ایک بات ہے کہ
میں بھی اس سے کم نہیں۔ میں سر سے

ٹکڑے مار کر ہاتھیوں کو پھینکا دیتا ہوں۔
 کہو تو ٹکڑے مار کر دکھاؤں؟ آننگو نے بانگلو
 کی بات کرتے کرتے اپنی تعریف شروع
 کر دی۔ دراصل اُسے اچانک خیال آ گیا تھا کہ
 اگر میں نے بانگلو کی زیادہ تعریف کی تو
 کہیں ایسا نہ ہو کہ شہزادی اس کی تعریف
 سے خوش ہو کہ اس سے شادی کر لے۔ یہی
 وجہ تھی کہ اس نے بانگلو کی تعریف چھوڑ
 کر اپنی تعریف شروع کر دی تھی۔

مگر اس سے پہلے کہ شہزادی اس کی
 بات کا جواب دیتی، وزیر بابا نے بانگلو کو
 ہوش دلا دیا اور وہ ایک خوفناک چھٹیک مار
 کر اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

”بانگلو! ان سے ملو۔ یہ میری بیوی شیر
 شہزادی عرف آننگو کی بیگم ہیں! آننگو نے
 جب بانگلو کو ہوش میں آتے دیکھا تو فوراً
 ہی تعارف کرانا شروع کر دیا تاکہ بانگلو پر
 ثابت ہو جائے کہ شہزادی اکیلی اس کی
 بیوی ہے۔“

" شیر شہزادی ، اور آنگلو کی ملکہ اور تمہاری بیوی ؟ واہ ایسے کیسے ہو سکتا ہے کہ تم دو دو عورتوں سے شادی کرو اور میں کنوارہ ہی رہ جاؤں۔ میں تمہارا بھائی ہوں اس لئے ایک عورت میری ہوگی۔ بس ٹھیک ہے کہ شیر شہزادی میری بیوی اور آنگلو کی ملکہ تمہاری بیوی۔ بالکل ٹھیک۔ آؤ شیر شہزادی میرے ساتھ آؤ۔ میں تمہارا شوہر بانگلو ہوں۔ بانگلو نے بات ختم ہوتے ہی تیزی سے آگے بڑھ کر سامنے کھڑی شیر شہزادی کا ہاتھ پکڑ لیا۔ مگر شیر شہزادی نے بید غصیلے انداز میں اس کا ہاتھ نہیں دیا۔ " پرے ہٹو موٹے ریچھ۔ تمہاری یہ جرات کیسے ہوتی کہ تم میرا ہاتھ پکڑو۔ اور تم بھی سنو لمبے اونٹ ! اب اگر تم نے مجھے بیوی کہا تو میں شیروں کو حکم دے دوںگی اور وہ تمہاری تکہ بوٹی کر کے رکھ دیں گے۔ " شہزادی نے ہاتھ چھڑاتے ہوئے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

۴۵

"مجھے یعنی آننگو کو لمبا اونٹ کہہ رہی ہو۔ اس آننگو کو جو دنیا کا سب سے بہادر آدمی ہے۔" آننگو کو بھی شہزادی کی بات پر غصہ آگیا تھا۔

"غلط بات مت کرو آننگو! دنیا میں سب سے بہادر تو میں ہوں اور سنو شہزادی! تم نے مجھے مڑنا رکھ کر کہا کہ میری توہین کی ہے۔ اس توہین کے بدلے میں تم کو مجھ سے شادی کرنی ہوگی ورنہ میں تمکو مار کر تمہارا پیٹ پھاڑ دوں گا۔" بانگلو جھلا کب پیچھے رہنے والا تھا۔ وہ بھی بول پڑا۔

"خاموش رہو، تم واقعی پاگل ہو، اور میں اب زیادہ دیر تمہارا پاگل پن برداشت نہیں کر سکتی۔" شہزادی نے انتہائی کڑک وار لہجے میں کہا اور پھر وزیر بابا سے مخاطب ہو کر بولی۔

"وزیر بابا"

"جی شہزادی صاحبہ! قریب کھڑے ہوئے ہوئے وزیر نے ادب سے سر جھکاتے ہوئے جواب

دیا۔ "شیروں کو حکم دو کہ ان پانگلوں کی
 بوٹیاں اڑا دیں۔ انہوں نے میری توہین
 کی ہے اور میں انہیں اپنے سامنے مرتا
 دیکھنا چاہتی ہوں۔" شہزادی کے لہجے میں بیحد
 غصہ نمایاں تھا۔ غصے کی شدت سے اس
 کا چہرہ اور بھی زیادہ حسین ہو گیا تھا۔

"مگر شہزادی صاحبہ! آپ شاید غصے میں
 مجھول گئی ہیں کہ ان کے جسموں سے پہاڑ
 مچھلی کی بو آ رہی ہے اس لئے شیر ان
 کے نزدیک نہیں آ رہے۔ پھر وہ میرے حکم
 پر کیسے حملہ کریں گے؟ وزیر بابا نے بڑے

مردبانہ لہجے میں جواب دیا مجھے خیال ہی نہیں
 "اوہ! اس بات کا تو مجھے خیال ہی نہیں
 رہا۔" شہزادی نے جواب دیا اور پھر وہ
 ہانگلوں سے مخاطب ہوئی۔

"تم دونوں کے جسموں سے پہاڑ مچھلی کی
 بو کیسے آ رہی ہے؟" شہزادی کے لہجے میں
 اس بار غصے کی بجائے حیرت کا عنصر

نمایاں تھا۔
 "پہاڑ مچھلی کی بو؟ یہ پہاڑ مچھلی کیا ہوتی ہے شہزادی؟" آننگو بانگلو نے بیک وقت سوال کیا۔

"اس دریا میں ایک پہاڑ جیسی مچھلی رہتی ہے۔ یہ مچھلی اتنی بڑی ہے کہ سالم شیر کو نکل جاتی ہے۔ ہم اسے پہاڑ مچھلی کہتے ہیں۔ تمہارے جسموں میں سے اس کی بو آرہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شیر تم پر حملہ نہیں کر رہے۔" شہزادی نے انہیں سمجھاتے ہوئے کہا۔

"اوہ! تم کہیں، اس مچھلی کی بات تو نہیں کر رہی ہو جس کے پیٹ میں ہم سوچنے کے لئے داخل ہوتے تھے۔ مگر اس کے اندر بڑی گندی بدبو تھی اس لئے ہم واپس باہر آگئے تھے۔" آننگو نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔
 "مگر آننگو! ہم تو باہر نکل کر خوب نہلتے تھے پھر ہمارے جسم سے بو کیسے آ سکتی ہے۔" بانگلو نے کہا۔

”ہمارے جسموں سے بو آ رہی ہے تو کیا ہوا؟ ہم میں سے تو بو نہیں آ رہی، اور شہزادی سے شادی ہم نے کرنی ہے، جسموں نے تو نہیں کرنی۔“ آننگو نے فلسفیانہ لہجے میں کہا۔

”تم نے پھر شادی کا نام لیا۔ شہزادی کو ایک بار پھر غصہ آنے لگا۔
”اگر تم شادی کے نام سے چسڑتی ہو شہزادی! تو پھر ایسا کرو کہ بغیر شادی کے میری بیوی بن جاؤ۔“ آننگو نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

”شہزادی صاحبہ! میرے خیال میں آپ یہاں کھڑی کھڑی تھک گئی ہوں گی لہذا کیوں نہ محل واپس چلیں اور ان دنوں احمقوں کو بھی ساتھ لے چلیں۔ باقی باتیں وہیں ہو جائیں گی اور وہاں اگر آپ چاہیں گی تو جلاؤں کے ذریعے ان کا خاتمہ بھی آسانی سے ہو جائیگا۔“ وزیر بلا نے شہزادی کے کان کے قریب ہو کر سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے تم جلاذوں کا نام لے رہے ہو۔ ہم نہیں بنتے جلاذ، خواجخواہ لوگوں کو قتل کرنا پڑتا ہے۔" آنگلو نے شائد لفظ جلاذ سن لیا تھا۔

"یار آنگلو! اگر ہم جلاذ بن جائیں تو زیادہ اچھا ہے۔ ہم اطمینان سے اس وادی کے تمام مردوں کو قتل کر دیں گے اور پھر جب ہم دونوں رہ جائیں گے تو یقیناً شہزادی کو ہم سے شادی کرنی ہی پڑے گی۔" آنگلو نے آنگلو کی بات کے جواب میں تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں یہ ٹھیک ہے۔ چلو ہم بن جائیں جلاذ۔ کیوں شہزادی! اس بوڑھے پاگل کے علاوہ اس وادی میں اور کتنے مرد ہیں جنہیں قتل کرنا پڑے گا۔" آنگلو نے شہزادی سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

"تم بار بار وزیر بابا کو بوڑھا پاگل کہہ کر ان کی توہین کر رہے ہو۔ تم نہیں جانتے کہ یہ ہمارے وزیر عظیم ہیں۔" شہزادی نے غصے

سے پیر پٹختے ہوئے کہا۔
 "اچھا اچھا شہزادی صاحبہ! ناراض نہ ہوں۔
 اب ہم اسے پاگل اعظم کہا کریں گے۔ اب تو
 بتا دیں کہ اس بوڑھے پاگل اعظم کے علاوہ ہمیں
 اور کتنے مردوں کو قتل کرنا پڑے گا؟ آننگلو
 نے فوراً ہی شہزادی کی ناراضگی دور کرنے کے
 لئے کہا۔

"تم خود ازلی احمق اور پاگل ہو۔ شہزادی
 صاحبہ! اب ان کا قتل لازمی ہو گیا ہے۔ میں
 اس سے زیادہ اپنی توہین برداشت نہیں کر سکتا؟
 اس بار وزیر اعظم نے انتہائی غصیلے لہجے میں
 کہا۔ اس کا چہرہ غصے کی شدت سے سرخ
 ہو گیا تھا۔

مگر شہزادی بجائے غصے کے ہنس پڑی۔
 "وزیر بابا! جب آپ سمجھتے ہیں کہ یہ دونوں
 پاگل ہیں تو پھر ان کی بات پر غصہ کیوں
 کھاتے ہیں۔ یہ خاصے دلچپ مسخرے ہیں۔
 میں انہیں اپنے پاس رکھوں گی۔ خوب دل
 بہلا رہے گا۔ شہزادی نے ہنستے ہوئے کہا

اور پھر ایک بڑے سے شیر کو مخصوص انداز میں اشارہ کیا تو وہ خوفناک شیر کسی سدے ہوئے جانور کی طرح تیزی سے آگے بڑھا اور شہزادی کے سامنے بیٹھ گیا: اور شہزادی اچک کر اس پر بیٹھ گئی۔

وزیر بابا جو شہزادی کے جواب پر اب بے بسی سے ہونٹ کاٹ رہا تھا، شہزادی کے شیر پر بیٹھتے ہی تیزی سے آگے بڑھا اور اچھل کر ایک اور خوفناک شیر پر بیٹھ گیا۔

"تم دونوں ہمارے ساتھ آؤ" شہزادی نے آہنگو بانگو سے مخاطب ہو کر کہا جو بڑی حیرت سے ان دونوں کو شیروں پر سواری کرتے دیکھ رہے تھے۔

"چلو بانگو تم پیدل چلو۔ میں شیر پر بیٹھ جانا ہوں" آنگو نے ایک شیر کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"واہ! میں پیدل چلوں اور تم شیر پر بیٹھو، یہ کیسے ہو سکتا ہے، البتہ ایسا ہو سکتا ہے

کہ تم شیر پر بیٹھو اور میں شیرنی پر بیٹھوں گا۔ بانگو نے احتجاج کرنے کے ساتھ ساتھ تجویز بھی پیش کر دی۔

"تم شیرنی پر بیٹھو گے اور میں شیر پر بیٹھوں۔ واہ! میں کوئی عورت ہوں جو شیر بیٹھوں؟ میں بھی شیرنی پر ہی بیٹھوں گا۔ مجھے اب تمہاری چالاکي کا پتہ چل گیا ہے کہ جیسے دولہا گھوڑی پر سوار ہوتا ہے، اسی طرح تم شیرنی پر بیٹھ کر دولہا بننا چاہتے ہو اور میں کسی سپاہی کی طرح شیر پر بیٹھ کر صرف جنگیں ہی لڑتا رہ جاؤں۔" بانگو نے جواب دیا۔

اس دوران شہزادی اور وزیر بابا آگے بڑھ چکے تھے جب کہ موہاں موجود بے شمار شیر بھی اب بڑے موڈبانہ انداز میں ان کے پیچھے چل پڑے تھے۔

"تمہاری مرضی! تم نے خود ہی تو کہا تھا کہ شیر پر بیٹھوں گا۔" بانگو نے بڑا سا منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔ اور پھر وہ

دونوں شیروں کو جھک جھک کر دیکھنے لگے
وہ شائد ان شیروں میں شیرنی تلاش کر
رہے تھے مگر اب یہ اتفاق تھا کہ
ان کے پاس موجود تمام شیر ہی تھے اور
ان میں شیرنی ایک بھی نہیں تھی۔

"کمال ہے یہاں تو سب شیر ہی شیر
نظر آ رہے ہیں۔" آنگلو نے جھک جھک کر
دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہ شیروں کی وادی ہے۔ اس لئے
ظاہر ہے یہاں شیر ہی ہوں گے۔ شیرنیوں
کی وادی ہوتی تو سب شیرنیاں ہی ہوتیں۔"
بانگلو نے اپنا خوبانی جیسا سر ہلاتے ہوئے
بڑی فلسفیانہ بات کی۔

"اوہ! واقعی مجھے تو خیال ہی نہیں آیا۔
ویسے بانگلو ایک بات ہے۔ جب سے
تم اس دریا میں نہاتے ہو تمہاری عقل
چل پڑی ہے؟" آنگلو نے ہنستے ہوتے کہا۔
"اور جب سے تم نہاتے ہو تمہاری عقل
شائد کہیں گھاس چرنے چلی گئی ہے۔ اے اجس!"

چلتی تو ٹانگیں ہیں، عقل کے کہیں پیر
ہوتے ہیں جو وہ چلے۔ بانگو شائد
پوری طرح موڈ میں تھا۔
”اور عقل کوئی گھوڑا ہوتا ہے جو گھاس
چرنے جاتے اصق اعظم۔“ آننگو نے جوابی وار
کرتے ہوئے کہا۔

اور وہ دونوں اس طرح آپس میں
بحث میں اُلجھے ہوتے تھے جبکہ شہزادی اور
وزیر بابا سمیت شیر کافی دُور نکل گئے
تھے۔

اُسی لمحے اچانک شہزادی نے مڑ کر دیکھا
اور ان دونوں کو وہیں کھڑے آپس میں
باتیں کرتے دیکھ کر وہ زور سے چیخی۔
”اے تم دونوں وہاں کیوں کھڑے ہو؟
ہمارے ساتھ آؤ جلدی۔“

”شہزادی صاحبہ! ہم کس پر سوار ہو کر آئیں؟
شیروں پر ہم بیٹھنا نہیں چاہتے اور شیریاں
یہاں ہیں ہی نہیں۔“ آننگو نے جواب میں
چیخ کر کہا۔

" شیرنیاں! اوہ میں سمجھی " شہزادی بے اختیار
 ہنس پڑی اور پھر اس نے ادھر ادھر
 دیکھتے ہوئے شیروں کا جائزہ لیا۔ اور پھر
 اس کی نظریں دور موجود دو شیرنیوں پر
 پڑ گئیں۔ اس نے شیروں کی مخصوص زبان
 میں ان سے مخاطب ہو کر کچھ کہا تو وہ
 دونوں شیرنیاں تیزی سے شیروں کو پھرتی
 ہوئی ہانگلو ہانگلو کی طرف بڑھنے لگیں۔
 " یہ دونوں شیرنیاں آہی ہیں ان پر بیٹھ
 جاؤ " شہزادی نے چیخ کر کہا۔
 " اچھا اچھا شکریہ! دیکھا ہانگلو! شہزادی
 میرا کہا مانتی ہے اور تم جانتے ہو کہ صرف
 بیوی ہی اپنے شوہر کا کہا مانتی ہے اس
 سے ثابت ہوا کہ وہ میری بیوی ہے!
 ہانگلو نے خوشی سے چمکتے ہوئے کہا۔
 " ہوں، اکیلی تمہاری بیوی ہوتی تو ایک
 شیرنی بھیجتی۔ اس نے دو شیرنیاں بھیجی ہیں
 اس لئے ظاہر ہے کہ وہ ہم دونوں کی
 بیوی ہے " ہانگلو بھلا کب پیچھے رہنے والا

تھا اس نے فوراً ہی جوابی دلیل پیش کر دی۔

اسی دوران دونوں شیرنیاں ان دونوں کے سامنے پہنچ کر زمین پر بیٹھ گئی تھیں۔ اور وہ دونوں بحث چھوڑ کر ان شیرنیوں کی پشت پر سوار ہو گئے۔

ان کے بیٹھے ہی شیرنیاں اٹھیں اور پھر تیزی سے آگے بڑھنے لگیں۔

موٹا بانگلو تو اپنی جسمانی چوڑائی کی وجہ سے خوب جم کر بیٹھا تھا جب کہ آنگلو کے ساتھ ایک اور تماشہ ہوا۔ چونکہ اس کی ٹانگیں لمبی تھیں۔ اس لئے جیسے ہی شیرنی اٹھ کر آگے بڑھی، آنگلو اپنی ٹانگوں کے بل پر وہیں کھڑا رہ گیا اور شیرنی اس کے نیچے سے نکل کر آگے بڑھ گئی۔

”ارے ارے مجھے تو ساتھ لیتی جاؤ۔ اکیلی کیوں جا رہی ہو۔ واہ بانگلو تو شیرنی پر بیٹھے اور میں ویسے ہی رہ جاؤں“ آنگلو نے جھلاتے ہوتے کہا اور پھر بھاگ کر آگے

بڑھا اور آگے جا کر رُکی نہوتی شیرنی پر بیٹھ گیا۔ شانہ شیرنی بھی اپنی پشت عالی پا کر اس کے انتظار میں رک گئی تھی۔ اس بار ہانگلو نے شیرنی کی پشت پر بیٹھے ہی دونوں ہانگیں کافی اوپر اٹھالی تھیں تاکہ وہ پھر کھڑے کا کھڑا نہ رہ جاتے۔ مگر اس طرح بیٹھے ہی جیسے شیرنی آگے بڑھی ہانگلو سر کے بل قلابازی کھا کر واپس زمین پر آگرا۔

”بت تیرے کی۔ میری قسمت میں شانہ شیرنی پر بیٹھنا ہی نہیں۔ مگر ہانگلو کیوں بیٹھے؟ اسے بھی اتنا چاہیے؟“ ہانگلو نے فوراً زمین سے اٹھتے ہوئے بڑبڑا کر کہا اور پھر وہ اپنی والی شیرنی کی طرف بڑھنے کی بجائے بھاگتا ہوا اس شیرنی کی طرف بڑھا جس پر ہانگلو سوار تھا اور پھر اس نے دونوں ہاتھ بڑھا کر دراصل ہانگلو کو کھینچ کر نیچے اتارنا چاہا اور ہانگلو بھی شانہ اس کا ارادہ مجانپ گیا تھا اس لئے اس

نے جھک کر شیرنی کی گردن میں ہاتھ ڈال
 دیئے۔ شیرنی چونکہ چلی جا رہی تھی اس لئے
 جیسے ہی آننگو نے ہانگو کی کمر میں دونوں
 ہاتھ ڈالے، ہانگو تو شیرنی کی گردن پکڑ لینے
 کی وجہ سے پیچھے نہ آیا البتہ جھٹکا لگنے
 سے خود آننگو اچھل کر شیرنی کی پشت
 پر آبیٹھا۔ اس کی دونوں ٹانگیں البتہ اب
 بھی زمین سے گھسٹ رہی تھیں مگر ہانگو
 کی کمر پکڑ لینے کی وجہ سے وہ گرا نہیں
 "ارے ارے مجھے چھوڑو اور اپنی شیرنی پر
 جا کر بیٹھو۔" ہانگو نے چیختے ہوئے کہا۔
 "وہ گندی شیرنی ہے، مجھے گرا دیتی ہے
 اور پھر ہم نے ایک ہی بیوی سے شادی
 کرنی ہے اس لئے ہمیں دولہا بننے کے لئے
 ایک ہی شیرنی پر سوار ہونا چاہیے۔" آننگو
 نے کہا۔
 "یہ بھی ٹھیک ہے۔ چلو کوئی بات نہیں۔
 میں آگے بیٹھا ہوں اس لئے پہلے میں
 دولہا بنوں گا۔ تم پیچھے بیٹھے ہو اس لئے

تم دو چار سال بعد دُولہا بن جانا بانگلو نے جواب دیا۔

”واہ! یہ کیسے ہو سکتا ہے؟“ بانگلو نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”ایسے ہی ہوتا ہے۔ تم نے دیکھا نہیں کہ جب دُولہا گھوڑی پر بیٹھا ہے تو ایک بچے کو بھی اس کے پیچھے بٹھا دیتے ہیں تاکہ دس بارہ سال بعد وہ دُولہا بنے۔ تم بڑے ہو اس لئے میں نے رعایت کرتے ہوئے دو چار سال کہہ دیا تھا۔“ بانگلو نے دلیل پیش کرتے ہوئے کہا۔

”لیکن میں تمہارا بڑا بھائی ہوں اس لئے پہلا حق میرا ہے۔“ بانگلو نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ اُسے دراصل فوری طور پر اور کوئی جواب نہ سوچا تھا۔

”تم بڑے کیسے ہو گئے؟ تمہیں یاد نہیں کہ ہماری ماں نے بتایا تھا کہ ہم دونوں بڑوں بھائی ہیں۔“ بانگلو نے اُسے یاد دلاتے ہوئے کہا۔

" وہ مارا ! اب ہوتی نہ بات ، جب ہم
 جڑواں بھائی ہیں تو ظاہر ہے ہم جڑواں
 شادی ہی کریں گے۔ یعنی اکٹھی شادی۔ پھر
 میں دو چار سال بعد کیوں کروں۔" آننگو
 نے خوش ہوتے ہوتے کہا۔

" ہاں ! یہ بات تو ہے۔ مجھے خیال ہی
 نہیں رہا ورنہ تمہیں یاد ہی نہ دلاتا کہ
 ہم جڑواں ہیں۔" بانگلو نے مایوسانہ لہجے میں
 جواب دیا۔

" نہ بتاتے تو میں بڑا بھائی بن جاتا۔
 اور ظاہر ہے کہ بڑے بھائی کی شادی پہلے
 ہوتی ہے۔" آننگو نے کہا۔

" مگر بڑا بھائی تو بڑی سے شادی کرتا
 ہے۔ تم ایسا کرو کہ بڑے بھائی بن جاؤ
 اور شہزادی کی بڑی بہن سے شادی کر لو۔"
 بانگلو نے کہا۔

" اور اگر شہزادی کی بڑی بہن نہ ہوتی
 تو؟" آننگو نے جرح کرتے ہوئے پوچھا۔

" تو نہ کرنا شادی، اور ویسے بھی تمہیں شادی

کی کیا ضرورت ہے؟ بانگلو نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اور تمہیں کیا ضرورت ہے۔ تم نہ کرو شادی؟" بانگلو نے جھنجھلاتے ہوئے ایچے میں جواب دیا۔

"جستی مجھے تو اولاد کی ضرورت ہے تاکہ میری نسل آگے چلے؟" بانگلو نے جواب دیا۔
 "اور میری نسل کیوں نہ آگے چلے؟ تمہاری اکیلی نسل کیوں آگے چلے؟" بانگلو نے لڑنے والے موڈ میں کہا۔

"دیکھو بانگلو! بات یہ ہے کہ تم بہت پتلے ہو۔ ظاہر ہے تمہاری اولاد تم سے بھی پتلی ہوگی اور تم سے زیادہ پتلی ہونے کا مطلب ہے کہ وہ نظر ہی نہیں آتے گی۔ اور جب اولاد نظر ہی نہ آتے تو اس اولاد کا فائدہ؟ میری اولاد مجھ سے کم موٹی ہوگی ظاہر ہے اس طرح وہ خوبصورت اولاد ہوگی اور خوبصورت اولاد ضرور ہونی چاہیے؟" بانگلو نے جواب دیا۔ سجانے کیا بات

معنی کہ اس کا داغ خوب چل رہا تھا۔
 ”واہ! نظر نہ آنے والی اولاد تو زیادہ
 اچھی ہوگی۔ کسی کو نظر بھی نہ آئیگی اور
 ہوگی بھی سہی۔ جہاں چاہے گی چلی جاتے
 گی اور جو چاہے گی کرےگی۔ خوب عیش
 کرے گی اور عیش کرنے والی اولاد ہونی
 چاہتے۔“ آننگلو نے بھی سوچتے ہوئے جواب دیا۔
 ”مگر جب مر جاتے گی تو پھر کیسے
 پتہ چلے گا کہ وہ مر گئی ہے؟“ بانگلو
 نے کافی دیر کی سوچ بچار کے بعد جواب
 دیتے ہوئے کہا۔
 ”ہاں! یہ بات تو ہے۔ اس کے مرنے
 کا پتہ کیسے چلے گا؟“ آننگلو نے اُلجھے ہوتے
 اُلجھے میں کہا۔
 ”تو تم سوچو کہ کیسے پتہ چلے گا۔ اور
 جب سوچ لو گے تو پھر شادی بھی کر لینا۔
 ابھی کیا جلدی ہے۔ مجھے کر لینے دو شادی۔“
 بانگلو نے فوراً ہی تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔
 ”جب میری نظر نہ آنے والی اولاد مَر

جائے گی تو ہم سمجھ لیں گے کہ مرگتی
ہے بس اتنی سی بات ہے؟ آننگو نے
جواب دیا۔

"تو تم ابھی سے سمجھ لو کہ وہ مرگتی
ہے۔ اللہ اللہ خیر صلاً۔ خوانخواہ شادی کا
بھیڑا کرنے کی کیا ضرورت ہے؟" بانگلو نے
فورا جواب دیا۔

پھر اس سے پہلے کہ آننگو کوئی جواب
دینا، شیرنی انہیں اٹھائے ہوتے ایک کافی
بڑے اور خوبصورت محل کے دروازے میں داخل
ہو گئی۔ شہزادی اور وزیر بابا ان سے پہلے
ہی اندر داخل ہو چکے تھے۔

اور پھر جیسے ہی وہ شیروں سے نیچے
اترے، آننگو بانگلو والی شیرنی بھی بیٹھ گئی
اور وہ دونوں تیزی سے نیچے اتر آئے۔

"واہ واہ! بڑا خوبصورت محل ہے۔ اس محل میں جب میں دو لہا بن کر رہونگا تو مزہ ہی آ جائے گا۔" آنکلو نے محل کو گھوم پھر کر دیکھتے ہوئے کہا۔

"تمہیں محل خوبصورت نظر آ رہا ہے اس لئے تم یہ محل لے لو اور مجھے محل سے زیادہ شہزادی خوبصورت نظر آ رہی ہے اس لئے میں شہزادی لے لیتا ہوں۔ کیوں شہزادی! میں ٹھیک کہہ رہا ہوں نا۔" آنکلو نے خوشی سے بغلیں بجاتے ہوئے کہا۔

"تم نے اپنی شکل دیکھی ہے کبھی۔ شہزادی

نے جل کر جواب دیا۔
 "ہاں شہزادی! کتنی بڑا دیکھی ہے اور آنکھوں
 سے اچھی ہے۔ بس تم میری شکل دیکھتی رہنا
 انشاء اللہ بیانی میں اضافہ ہوگا" بانگلو نے
 اور زیادہ چہکتے ہوئے کہا۔

"تمہیں شہزادی! اس کی شکل اگر تم نے
 پانچ منٹ سے زیادہ دیکھ لی تو تمہاری
 نظر کمزور ہی ہوگی کیونکہ اس کا سر چھوٹا
 سا ہے۔ تمہاری نظر ادھر ادھر مچھل کر ضائع
 چلی جاتے گی۔ میرا سر بڑا ہے اگر تم نے
 بیانی میں اضافہ کرنا ہے تو میری شکل دیکھنا
 آنکھوں نے بیچ میں ٹپکتے ہوئے کہا۔

"اگر یہ بات ہے تو پھر شہزادی میرا
 پیٹ اس کے سر سے بھی بڑا ہے۔ تم
 ایسا کرنا کہ بس میرا پیٹ دیکھتی رہنا" بانگلو
 نے فوراً ہی دوسری تجویز پیش کر دی۔

"تم دونوں میرے ساتھ آؤ۔ میں تمہیں
 شیر بادشاہ کے سامنے پیش کرتی ہوں۔ وہ
 یقیناً تم جیسے مسخروں سے بل کر خوش

ہوں گے۔ شہزادی نے ان کی فضول باتوں سے اکتاتے ہوئے کہا۔
 ”شیر بادشاہ! یعنی وہ شیر ہے مگر اس کے پسر پر تاج ہے؟ ارے ہاں شہزادی! ہمیں تو یاد ہی نہیں رہا۔ ہم تو اس وادی میں دو سروں والا شیر مارنے آئے تھے۔ کہاں ہے وہ شیر؟ بانگو کو شاید اچانک ہی یاد آگیا تھا۔

”دو سروں والا شیر! اس وادی میں تو ایسا شیر نہیں ہے۔“ شہزادی نے حیران ہوتے ہوئے جواب دیا۔

”پھر تو ہم خواجواہ ہی یہاں آئے ہیں۔ دو سروں والا شیر نہیں ماریں گے تو اس آدمخوڑ شہزادی والی خوبصورت عورت سے شادی کیسے ہوگی؟“ بانگو نے فوراً ہی کہا۔
 ”نہیں بانگو بھاتی! وہ عورت اچھی نہیں تھی۔ اس نے تو ہمیں دریا میں ڈبو دیا تھا۔ میں تو اس سے شادی نہیں کرتا۔ میں تو اس شہزادی سے شادی کرونگا۔ تم ایسا کرو کہ

جا کر پہلے کسی وادی میں دو سروں والا شیر ڈھونڈو اور پھر اُسے مارو اور جا کر اس عورت سے شادی کرو۔ بانگلو نے بانگلو کو سمجھاتے ہوئے کہا۔ اس کا مقصد دراصل یہی تھا کہ کسی طرح بانگلو چلا جائے اور وہ اکیلا ہی خوبصورت شیر شہزادی سے شادی کرنے لے۔

”مہنیں، تم زیادہ عقلمند ہو۔ تم جا کر کرو اس سے شادی۔ شیر شہزادی سے شادی تو میں کروں گا۔“ بانگلو نے فوراً ہی انکار کرتے ہوئے کہا۔

ابھی وہ دونوں اس بحث میں مصروف تھے کہ اچانک محل میں سے ایک عورت بھاگتی ہوئی شہزادی کے پاس آئی۔

”شہزادی صاحبہ! بادشاہ سلامت آپ کو اور ان اجنبی لوگوں کو طلب کر رہے ہیں۔“ اس عورت نے بڑے موذبانہ لہجے میں کہا۔

”بادشاہ سلامت بلا رہے ہیں۔ مگر انہیں ان دونوں کا کیسے پتہ چلا۔“ شہزادی

نے چونک کر پوچھا۔
 " شہزادی صاحبہ! وزیر بابا نے جا کر انہیں
 ان لوگوں کے متعلق بتلایا ہے کہ کس طرح
 ان دونوں نے ان کی توہین کی ہے اور
 آپ کو تو علم ہے کہ بادشاہ سلامت وزیر بابا
 کی کتنی عزت کرتے ہیں۔ اس لئے وہ
 نہ صرف بیحد غصے میں ہیں بلکہ انہوں نے
 جلاؤ کو بھی طلب کر لیا ہے۔" اس عورت
 نے شہزادی کو تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔
 " اہہ! پھر تو ان دونوں کی موت آگئی
 ہے۔ بادشاہ سلامت کو جب غصہ آ جلتے
 تو وہ کسی کی نہیں مانتے۔" شہزادی نے
 افسوس بھری نظریں ان دونوں پر ڈالتے ہوئے

کہا۔
 " کس کی موت آگئی شہزادی صاحبہ؟ کہیں
 وہ بوڑھا پاگل تو نہیں مر گیا۔ بے پارہ اچھا
 پاگل تھا۔" آننگو نے اپنی طرف سے افسوس
 کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔
 " ہاں آننگو بھائی! وہ واقعی بڑا اچھا پاگل

تھا۔ اتنا اچھا پاگل تھا کہ شاید ہی پھر
 اتنا اچھا پاگل پیدا ہو، بیچارہ " بانگلو مجلا
 کب پیچھے رہنے والا تھا وہ بھی بول پڑا۔
 " میرے ساتھ آؤ۔ تمہیں بادشاہ سلامت یاد
 کر رہے ہیں " شہزادی نے ان دونوں سے
 مخاطب ہو کر کہا۔

" یاد کرتے ہیں تو کرتے رہیں۔ ہم گئے
 تو اس کی یاد میں فرق پڑ جائیگا " بانگلو
 بانگلو نے بیک وقت کہا۔

" تم آؤ تو سہی " شہزادی نے کہا اور پھر
 وہ تیزی سے محل کی طرف بڑھتی چلی گئی۔
 " چلو بانگلو! دیکھیں تو سہی کہ یہ بادشاہ
 یاد کیسے کرتا ہے۔ شاید یاد کرنے کا کوئی
 اچھا طریقہ ہو " بانگلو نے کچھ سوچتے ہوئے
 کہا۔

" ہاں ہاں چلو! مجھے تو خاص طور پر ایسا
 طریقہ چاہیے۔ میری یاد بڑی کمزور ہے " بانگلو
 نے کہا اور پھر وہ دونوں تیز تیز قدم اٹھاتے
 شہزادی کے پیچھے چلتے ہوئے محل کی اندرنی

سمت بڑھتے چلے گئے۔

کھوڑی دیر بعد وہ دونوں شہزادی کے ساتھ ایک بڑے سے کمرے میں پہنچ گئے اس کمرے میں ایک بہت بڑے تخت کے اوپر ایک قوی ہیکل بوڑھا بڑی آن بان سے بیٹھا ہوا تھا۔ تخت کے اوپر شیروں کی کھالیں بچھی ہوتی تھیں اور بادشاہ کا لباس بھی شیر کی کھال کا تھا اور اس نے سر پر تاج کی بجائے ایک خونناک شیر کی کھوڑی تاج کے طور پر پہن رکھی تھی۔ اس کے ساتھ ہی ایک کرسی پر وہی بوڑھا وزیر بیٹھا ہوا تھا۔ جب کہ دروازے کے ساتھ ایک دیو قامت آدمی ہاتھ میں ایک بہت بڑی اور چمکتی ہوئی تلوار اٹھاتے بڑے مودبانہ انداز میں کھڑا تھا۔

بادشاہ کا چہرہ غصے کی شدت سے سُرخ ہو رہا تھا اور آنکھوں سے جیسے چنگاریاں سی پھوٹ رہی تھیں۔

شہزادی کمرے میں داخل ہوتے ہی بادشاہ

کے سامنے رکوع کے بل جھک گئی جبکہ وہ دونوں شہزادی کے پیچھے بڑے اطمینان سے کھڑے ادھر ادھر دیکھ رہے تھے جیسے کمرے کی سجائو سے محفوظ ہو رہے ہوں۔

”شہزادی! یہ تم کن احمقوں کو اپنے ساتھ لے آئی ہو۔ انہوں نے وزیرِ عظم کی توہین کر کے ناقابلِ معافی جرم کیا ہے۔ بادشاہ نے غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا۔

”ارے ارے! دیکھو یہ شیر آدمیوں کی بولی بول رہا ہے۔ واہ بھئی واہ! بڑا دلچسپ شیر ہے۔“ آنگلو نے چونک کر بانگلو سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ہاں واقعی! مگر آنگلو! یہ اوپر سے تو شیر ہے اور نیچے سے انسان بن گیا ہے دیکھو شیر کی کھوپڑی کے نیچے آدمی والی شکل ہے۔ اسے کیوں نہ اپنے ساتھ لے جائیں اور چڑیاگھر میں رکھیں۔ بچے اس شیر نما آدمی کو دیکھ کر بڑے خوش ہوں گے۔“ بانگلو نے خوشی سے چمکتے ہوئے جواب

دیا۔

”خاموش رہو کم سنجتو! تم ہماری توہین کر رہے ہو، بادشاہ اپنے بارے میں یہ باتیں شکر غصے کی انتہا پر پہنچ کر دھاڑا۔

”ہمارا نام کم سنجتو نہیں ہے آنگکو بانگلو ہے کم از کم بولنے سے پہلے پوچھ تو لیا کرو خواہ غلط نام لے لیتے ہو، آنگکو نے جواب میں اُسے بڑے مطمئن انداز میں سمجھاتے ہوئے کہا۔

”جلاد، اچانک بادشاہ غصے کی شدت سے

دھاڑا۔

”بادشاہ سلامت۔“ دروازے کے قیصر کھڑا ہوا دیو قامت جلاد فوراً ہی مودبانہ انداز میں بول پڑا۔

”ان دونوں کی گردنیں اڑا دو فوراً۔“ بادشاہ نے اُسے حکم دیتے ہوئے کہا۔

”آپ کے حکم کی تعمیل ہوگی بادشاہ سلامت“ جلاد نے کہا اور پھر وہ مجھاری بھرم تلوار اٹھاتے تیزی سے ان دونوں کی طرف بڑھا۔

اس کا انداز بڑا جارحانہ تھا۔
 "ہاں ہاں اڑا دو ان دونوں کی گردنیں۔
 خواجہ چرچر کر رہے ہیں۔ آنکھوں نے بادشاہ
 اور وزیراعظم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔
 "یہ تم دونوں کو قتل کرنے آ رہا ہے سنبھلو۔"
 اچانک شہزادی نے ان دونوں سے مخاطب
 ہو کر سرگوشیاں لہجے میں کہا۔

"اچھا ہم دونوں کو، اور یہ، یا یا یا۔
 ان دونوں نے یہ سنتے ہی مضحکہ اڑانے والے
 انداز میں قبچہ لگاتے ہوئے کہا۔

اور اسی لمحے جلاو نے وہ بھاری بھر کم
 تلوار دونوں ہاتھوں میں پکڑ کر سر سے بلند
 کی مگر ابھی اس کا ہاتھ سر سے بلند ہوا
 تھا کہ اچانک آنکھوں نے اپنی جگہ سے حرکت
 کی اور دوسرے لمحے اس نے بجلی کی سی
 تیزی سے دوڑتے ہوئے اپنا بڑا سا سر پوری
 قوت سے اس جلاو کے پیٹ میں مار دیا ایک
 زور دار دھماکہ ہوا اور جلاو اچھل کر پشت کے
 بل پیچھے زمین پر جاگرا۔ تلوار اس کے ہاتھ

سے نکل کر ایک طرف جا گری تھی اور پھر اس سے پہلے کہ جلاّد اُمٹھ کر تلوار اٹھاتا بانگلو تیزی سے بھاگا اور اس نے وہ تلوار اُمٹھالی۔

اُسی لمحے جلاّد اُمٹھ کر کھڑا ہونے میں کامیاب ہو گیا۔ البتہ اس کے چہرے پر تکلیف کے ساتھ ساتھ غصے کے آثار نمایاں تھے۔

”یہ تو اپنی تلوار اور اسے مضبوطی سے پکڑا کرو۔ کہیں گم ہو گئی تو بادشاہ مارے گا۔“ بانگلو نے آگے بڑھ کر تلوار اس جلاّد کے ہاتھوں میں مٹھاتے ہوئے کہا۔ جلاّد نے حیرت بھرے انداز میں تلوار

مٹھالی۔
شہزادی، وزیراعظم اور بادشاہ کے چہروں پر بھی حیرت کے آثار نمایاں تھے۔
مگر جیسے ہی جلاّد نے تلوار پکڑی، بانگلو کا ہاتھ تسجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور اس کا ہتھوڑے جیسا مٹھ پوری قوت سے جلاّد کے سینے پر پڑا اور جلاّد جو

حیرت زدہ انداز میں کھڑا تھا ایک بار پھر
 اچھل کر پشت کے بل زمین پر جاگرا۔ تلوار
 ایک بار پھر اس کے ہاتھ سے نکل کر
 دور جاگری۔

”خوب بہت خوب! تم دونوں تو بے حد
 بہادر ہو۔ ہم تمہاری سزا معاف کرنے پر
 غور کر سکتے ہیں۔ اگر تم وزیر اعظم سے معافی
 مانگ لو، بادشاہ سلامت نے اچانک بلند
 آواز سے ان دونوں سے مخاطب ہو کر کہا۔
 ”ہم بھی معافی مانگنے پر غور کر سکتے ہیں
 اگر شہزادی ہم سے شادی کر لے، آنگلو
 ہانگو نے بھی فوراً ہی شرط پیش کر دی۔
 اتنے میں جلاؤ اٹھ کر کھڑا ہو گیا مگر
 اس بار اس کی حالت خاصی خراب تھی
 وہ ٹھیک طرح کھڑا بھی نہ ہو سکتا تھا اور
 یوں جھوم رہا تھا جیسے شدید نشے میں ہو۔
 شاید آنگلو کے ٹمکے نے اس کے سینے کو
 شدید نقصان پہنچایا تھا۔
 ”تم دفع ہو جاؤ“ اچانک بادشاہ نے جلاؤ

سے مخاطب ہو کر کہا اور جلاؤ یہ حکم ملتے
ہی تیزی سے دروازے کی طرف بڑھتا
چلا گیا۔

"ارے ارے اپنی تلوار تو اٹھاؤ ورنہ یہ
اجت اعظم اسے بیچ کر ریوڑیاں کھا لے گا۔"
انگلو نے وزیراعظم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے
جلاؤ سے کہا۔

"واہ! تمہاری عقل جی گھاس چرنے چلی
گئی ہے۔ یہ بوڑھا جلاؤ ریوڑیاں کیسے کھا سکتا
ہے۔ یہ تو اسے بیچ کر حلوہ کھائینگا۔" انگلو
نے فوراً ہی انگلو کی توضیح کرتے ہوئے کہا۔
"بادشاہ سلامت! دیکھیے یہ پھر میری توہین
کر رہے ہیں۔" بوڑھے وزیراعظم نے کرسی سے
اچھل کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔
"یہ تم نے بار بار توہین توہین کی کیا
رٹ لگا رکھی ہے۔ ہم تو باتیں کر رہے
ہیں توہین کہاں کر رہے ہیں۔ پتہ نہیں اتنے
اجت آدمی کو وزیراعظم کیسے بنا دیا جاتا ہے۔"
انگلو نے جھنجھلائے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"مجھے تو یہ بادشاہ بھی احمق ہی لگتا ہے۔ ایک احمق بادشاہ ہی احمق وزیر اعظم رکھ سکتا ہے۔ بانگلو نے فلسفہ بھاڑتے ہوئے کہا۔

"خاموش رہو تم دونوں۔ اب بادشاہ سلامت کی توہین کر رہے ہو؟ شہزادی سے نہ رٹا گیا تو اس بار اس نے ان دونوں کو ڈانٹ دیا۔

"کمال ہے! یہاں ہر شخص کی توہین ہو رہی ہے۔ کبھی اس احمق اعظم کی توہین ہو رہی ہے کبھی اس بوڑھے شیر نما بادشاہ کی توہین ہوتی ہے۔ ہماری کوئی بات سنتا ہی نہیں ہے۔ بادشاہ نے ہمیں کم بخت کہہ کر ہماری توہین نہیں کی تھی؟ مگر ہماری کسی کو پرواہ ہی نہیں ہے۔ آؤ بانگلو! چلیں یہاں تو توہین ہی ختم ہونے میں نہیں آ رہی۔" بانگلو کو بھی غصہ آ گیا اور اس نے آگے بڑھ کر بانگلو کا ہاتھ پکڑنا چاہا تاکہ اسے لے کر چلا جائے۔

”واہ! میں تو نہیں جاتا۔ تم جاتے ہو تو جاؤ۔ مگر میں تو شہزادی سے شادی کرونگا چاہے کتنی ہی توہین یہاں ہوتی رہے۔ کیوں شہزادی؟ بانگلو نے اپنا ہاتھ چھڑاتے ہوئے جواب دیا۔

”واہ! تم اور شہزادی سے شادی کرو اور میں چلا جاؤں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ ٹھیک ہے پھر ہوتی رہے توہین؟ بانگلو بھی فوراً ہی پٹری سے اتر گیا۔

”یہ تم دونوں نے کیا شادی شادی کی رٹ لگا رکھی ہے۔ بادشاہ نے اچانک پوچھا۔ تم نے شادی کی مٹی بادشاہ سلامت؟ بانگلو نے اچانک پوچھا۔ مخاطب بادشاہ تھا۔

”ہاں کی سہتی۔ یہ ہماری بیٹی شیر شہزادی ہے۔“ بادشاہ نے چونکتے ہوئے جواب دیا۔

”تو پھر تم نے شادی شادی کی رٹ نہیں لگائی سہتی۔ ہمیں کیوں رٹ لگانے سے منع کر رہے ہو؟“ بانگلو نے جواب دیا۔

”مگر میں تو بادشاہ ہوں اس لئے میں نے

ملکہ سے شادی کر لی۔ مگر تمہاری شادی شہزادی سے کیسے ہو سکتی ہے؟ بادشاہ نے کہا۔
 "کیوں نہیں ہو سکتی۔ ہم بہادر ہیں اور بہادروں کی شادی ہمیشہ شہزادیوں سے ہوتی ہے۔" آنگلو نے بڑے فخریہ انداز میں اپنے سینے پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔

"ہاں ہاں ہم بہادر ہیں۔ ہم نے سوچ موقی حاصل کرنے کے لئے سانپوں کے دادا جی سے مقابلہ کیا اور ٹڈے بادشاہ اور اس کی فوج کو مار ڈالا۔" آنگلو نے اپنے کارنامے گنوانے شروع کر دیئے۔

"ہاں! ہم نے مکڑھی شہزادی اور خوفناک پنجر کو ختم کیا اور سمندر میں ہم نے سفید سانپ سے لڑائی کی۔ جینگ دیو سے مقابلہ کیا۔ سرخ قلعے کی شہزادی کے بد رُوح شوہر کو ختم کیا۔ ناگ راجہ سے لڑائی لڑی۔ شمشام جادوگر کو ہلاک کیا۔" باقی کارنامے آنگلو نے گنوا دیئے۔
 "ارے چُپ کیوں ہو گئے۔ آگے بھی تو بتاؤ۔ ہم نے چاند پر جا کر انگڑوں کے بننے ہوئے

آدمی کو مٹوک مار کر ہلاک کر دیا۔ ہم نے
چاند شہزادے کو مقابلے میں شکست دی۔ ہم
نے مینڈک دیوتا کے پہجاری کو ہلاک کر دیا۔
اب ہانگلو شروع ہو گیا۔

"کیا تم سچ کہہ رہے ہو؟ کیا واقعی تم
نے اتنے کارنامے سر انجام دیتے ہیں؟ شہزادی
نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔
وہ بادشاہ اور وزیر اعظم کا منہ بھی حیرت
سے کھلا ہوا تھا۔ شاید انہیں ان کی باتوں

پر یقین نہ آ رہا تھا۔
"ہاں ہاں شہزادی! ہم سچ کہہ رہے ہیں۔
ہم بہت بہادر اور طاقتور ہیں۔ بس تم جلدی
سے ہم سے شادی کر لو۔ ایسا نہ ہو کہ ہم
کسی اور سے شادی کر لیں اور تم اتنے
بہادر اور طاقتور شوہروں سے محروم ہو جاؤ۔ ہانگلو
نے شہزادی کو نصیحت کرتے ہوئے کہا۔
"میں تم دونوں سے بیک وقت کیسے شادی
کر سکتی ہوں؟" شہزادی نے حیرت بھرے لہجے
میں کہا۔

” تو کون کم نجات کہہ رہا ہے کہ تم دونوں سے شادی کرو۔ بس تم مجھ سے شادی کرو۔ اصلی بہادر اور طاقتور تو میں ہوں یہ بے چارہ بانگلو تو بس خواجخواہ میرے ساتھ چھ چھ کر بہادر بنا چھ رہا ہے۔ ” آننگو نے فوراً ہی بانگلو کا پتہ کاٹتے ہوئے جواب دیا ” یہ کیا کہہ رہے ہو تم، اصل بہادر اور طاقتور تو میں ہوں۔ تم جیسا تنکا جیسا کیسے بہادر اور طاقتور ہو سکتا ہے۔ ” بانگلو نے فوراً ہی اس کی بات رد کرتے ہوئے اپنا ڈھول جیسا سینہ چھلاتے ہوئے جواب دیا۔

” تم مجھے تنکا کہہ رہے ہو۔ تمہاری یہ جرات میں ٹکڑ مار کر ابھی تمہارا یہ خالی ڈھول جیسا پیٹ پھاڑ دوں گا۔ ” آننگو نے شدید غصے سے بھڑکتے ہوئے کہا۔

” ٹھہرو! پہلے اس بات کا فیصلہ ہو جائے کہ تم دونوں میں سے بہادر کون ہے۔ پھر جو بہادر ثابت ہو جائے گا اس سے شہزادی کی شادی کے متعلق غور کیا جاسکتا ہے۔ ” اچانک

بادشاہ سلامت نے ہاتھ اٹھاتے ہوئے کہا۔
اس کی آنکھوں میں دلچسپی کی چمک ابھر آئی
تھی۔ شاید اس نے دل ہی دل میں یہ فیصلہ
کر لیا تھا کہ ان دونوں کو آپس میں رٹا کر
تماشہ دیکھا جائے۔

”میں بہادر ہوں۔ بس میں کہہ رہا ہوں
کہ بہادر میں ہوں اس لئے شہزادی کی
شادی مجھ سے ہوگی۔“ آنگلو نے فوراً ہی کہا۔
”نہیں، میں بہادر ہوں۔ بس تم مولوی کو
بلوؤ تاکہ میرا نکاح شہزادی سے کر دے۔“ بانگلو
جھلا کب پیچھے رہنے والا تھا۔

”ابھی اس کا فیصلہ ہو جائیگا کہ کون
بہادر ہے۔ تم دونوں آپس میں مقابلہ کرو۔
جو دوسرے کو ہلاک کر دے گا، اُسے
ہم بہادر تسلیم کر لیں گے۔“ بادشاہ نے فوراً
ہی حجویز پیش کی۔

”ٹھیک ہے۔ مجھے منظور ہے۔ سمجھ لو کہ یہ
مونا بانگلو مرچکا ہے۔ ظاہر ہے کہ جب میں
اس کے پیٹ میں ٹکر ماروں گا تو اس کا

پیٹ پھٹ جاتے گا اور پیٹ پھٹے ہی یہ مر جاتے گا اس لئے سمجھ لو کہ یہ مرحکا ہے۔ تم شادی کی تیاری کرو۔ آنکھوں نے بات ختم کرتے ہوئے کہا۔

”نہیں! بلکہ یہ سمجھ لو کہ یہ تمکا آنکھوں آج مر گیا۔ میرا ایک ممک اس کے سینے پر پڑے گا اور اس کی ہڈیاں ٹوٹ جائیں گی اور تم خود سوچو کہ ہڈیاں ٹوٹنے کے بعد کوئی کیسے زندہ رہ سکتا ہے۔ اس لئے تمکے آنکھوں کو بھی مُردہ ہی سمجھو۔ بس تم مولوی کو بلاؤ۔“ بانگلو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

نہیں اس طرح نہیں۔ جب تک واقعی ایک مر نہیں جاتے گا، اُسے ہم مُردہ تصور نہیں کریں گے۔ اور سنو! یہ مقابلہ کل کھلے میدان میں ہوگا۔ بادشاہ سلامت نے فیصلہ کن لہجے میں کہا اور پھر اس نے زور سے تالی بجائی۔ فوراً ہی چار پانچ غلام اندر آ گئے۔

" انہیں شاہی مہمان خانے میں پہنچا دو۔ اور ان کو علیحدہ علیحدہ رکھو۔ بادشاہ نے غلاموں سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور غلاموں نے ان دونوں کو گھیرے میں لے لیا۔

" اچھا شہزادی! آج مہینے تو کھل سہی۔ بس تم مجھ سے شادی کی تیاری کر لو۔" بانگلو نے شہزادی سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر مڑ کر غلاموں کے درمیان چلتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔

" شہزادی! تیاری کی ضرورت نہیں ہے۔ بس تم کل مجھ سے شادی کر لینا۔ مجھے تیاری کی نہیں شادی کی ضرورت ہے۔" بانگلو نے کہا اور پھر وہ بھی مڑ کر غلاموں کے درمیان چلتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔ اور ان دونوں کے باہر نکلتے ہی کمرے زور دار قبضوں سے گونج اٹھا۔

" اچھا تماشہ ہاتھ آیا ہے۔" بادشاہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

”مجھے یقین ہے کہ یہ دونوں ایک دوسرے کو مار ڈالیں گے“ وزیر اعظم نے بھی ہنستے ہوئے کہا۔

”مگر ایسا نہ ہو بادشاہ سلامت کہ ان میں سے ایک مر جائے۔ پھر تو مجھے آپ کے کہنے کے مطابق دوسرے سے شادی کرنی پڑیگی اور میں ایسا نہیں کر سکتی“ شہزادی نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”تم فکر مت کرو شہزادی! اول تو مجھے

یقین ہے کہ یہ دونوں آپس میں لڑتے ہوتے مر جائیں گے اور اگر بالفرض محال ان میں سے ایک زندہ بھی رہ گیا تو ہم اُسے شیروں کے آگے ڈال دیں گے“ بادشاہ نے جواب دیا۔

”نہیں بادشاہ سلامت! شیر ان دونوں سے

گھبراتے ہیں۔ شاید یہ دونوں پہاڑ مچھلی کے پیٹ کے اندر ہو کر باہر آگئے ہیں اس لئے پہاڑ مچھلی کی بو ان کے جسموں میں رچ بس گئی ہے“ وزیر اعظم نے جواب دیا۔

"ہاں بادشاہ سلامت! ایسا ہی ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو ظاہر ہے کہ یہ دونوں یہاں تک پہنچ ہی نہ سکتے۔ شیر انہیں سرحد پر ہی مچاڑ کر کھا چکے ہوتے! شہزادی نے جواب دیا۔

"اچھا یہ بات ہے۔ میں سمجھا تھا کہ شاید ان کے وادی میں داخل ہوتے ہی تم لوگوں نے انہیں شیروں سے بچا لیا ہے۔" بادشاہ سلامت نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"بادشاہ سلامت! انہوں نے جو اپنے کارنامے گنوائے ہیں اگر یہ سچ ہیں تو پھر مجھے شک ہے کہ ان دونوں میں سے کوئی مر سکے گا۔" وزیر اعظم نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"بکواس کرتے ہیں۔ مہلا یہ احمق اتنے بڑے کارنامے کیسے انجام دے سکتے ہیں! بادشاہ نے جھنجلا کر جواب دیا۔

"مگر بادشاہ سلامت! آپ نے خود دیکھا ہے کہ انہوں نے کتنی آسانی سے خوفناک اور دیوانہ جلاؤ کو شکست دے دی! شہزادی

نے بھی فکر مندانہ لہجے میں کہا۔
 "تم بے فکر رہو شہزادی! مقابلے کا کم از کم
 یہ نتیجہ تو ضرور نکلے گا کہ ان دونوں
 میں سے ایک ہلاک ہو جائے گا۔ کیونکہ
 اس کے بغیر مقابلہ ختم نہیں ہو سکتا، اور
 پھر جب باقی ایک رہ جائے گا تو پھر
 اُسے سنبھال لیا جائے گا۔ ہم محل کے
 سارے جلاؤں کو حکم دے دیں گے کہ
 بیک وقت اس پر پل پڑیں۔ اور اکیلا
 یہ کس کس سے مقابلہ کرے گا۔ بادشاہ
 نے جواب دیا۔

"اور اگر پھر بھی یہ ہلاک نہ ہوا شہزادی
 تو تم بے فکر رہو۔ میں تم سے شادی کرنے
 کے لئے ایک ایسی شرط لگا دوں گا کہ
 وہ دس بار بھی مر کر زندہ ہو تو پھر
 بھی شرط کو پورا نہ کر سکے۔ اس طرح
 اس کی موت یقینی ہو جائے گی۔ وزیر اعظم
 نے تجویز پیش کی۔

"ہاں یہ ٹھیک ہے۔ اس طرح ان دونوں

سے جان چھوٹ جائے گی۔ شہزادی نے
مطمن ہوتے ہوئے جواب دیا۔
اور اس کے ساتھ ہی بادشاہ سلامت
نے اجلاس ختم کرنے کے لئے کہا اور
پھر شہزادی اور وزیر اعظم دونوں بادشاہ سلامت
کو سلام کر کے کمرے سے باہر نکل گئے۔



اردو کتب خانہ پی کے

urdukutabkhanapk.blogspot



اردو کتب خانہ پی کے

urduktabkhanapk.blogspot

یہ ایک بہت بڑا میدان تھا جس کے درمیان میں ایک خاصی بڑی جگہ خالی پڑی ہوتی تھی۔ مگر اس کے ارد گرد سینکڑوں لمبے ترنگے آدمی گھرا بنائے بیٹھے ہوئے تھے۔ ان سب کے ہاتھوں میں لمبے لمبے نیزے تھے اور ان کے پیچھے جہاں تک نظر جاتی تھی شیر ہی شیر نظر آتے تھے ایک طرف تین اونچی کریاں رکھی ہوئی تھیں جو اس وقت خالی تھیں۔

مقوڑی دیر بعد تین بڑے بڑے شیروں پر بیٹھ کر بادشاہ سلامت، وزیر اعظم اور شہزادی

بھی میدان میں پہنچ گئے اور پھر کرسیوں کے قریب پہنچ کر وہ تینوں شیروں کی پشت سے اترے اور پھر کرسیوں پر آکر بیٹھ گئے۔

”آننگو باننگو کو لایا جائے“ بادشاہ نے زور سے تالی بجاتے ہوئے کہا۔ اور بادشاہ کے تالی بجاتے ہی چند نیزہ بردار اپنی جگہ سے اُٹھے اور تیزی سے محل کی طرف دوڑتے چلے گئے۔

اور پھر مقہوڑی دیر بعد آننگو باننگو ان نیزہ برداروں کے جہوس میں چلتے ہوئے اس میدان میں پہنچ گئے۔

وہ دونوں پہلوانوں کی طرح اکڑ اکڑ کر چل رہے تھے۔ اور ایک دوسرے کی طرف بڑی زہریلی نظروں سے دیکھتے اور پھر اکڑ کر چل پڑتے۔

”جیسے ہی وہ دونوں میدان میں پہنچے، بادشاہ اور شہزادی کے ساتھ ساتھ میدان میں موجود نیزہ بردار بھی بے اختیار ہنس پڑے۔ جبکہ

وزیر عظم خاموش بیٹھا ہوا بڑی زہریلی نظروں سے ان دونوں کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اُسے شائد ابھی تک اپنی توہین نہیں بھول رہی تھی۔

”بادشاہ سلامت! کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ آپ ہانگلو کو میسر ہاتھوں مرنے سے بچالیں اور شہزادی کی شادی مجھ سے کر دیں۔ میں اپنے بھائی کی اس خوشی میں جان بخش دوں گا۔“ ہانگلو نے آگے بڑھ کر بادشاہ سے مخاطب ہو کر کہا۔

”واہ! تم اپنی جان کی خیر متاؤ۔ بے چاری پتلی دہلی جان آج ختم ہی ہو جانی ہے۔ مجھے تو اس پر رحم آرہا ہے۔“ ہانگلو نے اپنے پیٹ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

”تم دونوں اچھی طرح سن لو کہ اب تم دونوں نے مقابلہ کرنا ہے اور جب تک ایک ہلاک نہ ہو جائے یہ مقابلہ نہیں سکنے چاہیے ورنہ تم دیکھ رہے ہو کہ میدان کے ارد گرد سینکڑوں نیزہ بردار موجود ہیں۔ اگر تم

نے صحیح مقابلہ نہ کیا تو میں انہیں حکم دے دوں گا اور وہ سب تم دونوں پر ٹوٹ پڑیں گے۔ بادشاہ نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

”آؤ آنگکو مچر مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔“ بانگکو نے پیچھے ہٹتے ہوئے آنگکو سے مخاطب ہو کر کہا۔

”اچھا بانگکو! اللہ کے حوالے، بہر حال مجھے تمہارے مرنے کا ہمیشہ افسوس رہے گا۔ تم ایک اچھے بھائی تھے۔“ آنگکو نے بھی بڑے غمزوہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”چلو مقابلہ شروع کرو۔“ بادشاہ نے زور سے تالی بجاتے ہوئے کہا۔

اور بادشاہ کے تالی بجاتے ہی وہ دونوں تیزی سے خوفناک سائٹوں کی طرح ایک دوسرے کی طرف دوڑ پڑے۔

مگر ایک دوسرے کے بالکل قریب پہنچتے ہی وہ دونوں یوں رُک گئے جیسے کھلونوں کی چابی ختم ہو جانے سے اچانک وہ رُک

جاتے ہیں۔
 "ماروں مکہ؟" بانگلو نے اپنا مکہ ہوا
 میں لہراتے ہوئے بانگلو سے مخاطب ہو کر
 کہا۔

"اور میں ماروں مکہ؟" بانگلو نے بھی
 سینڈھے کی طرح سر جھکاتے ہوئے بانگلو
 سے مخاطب ہو کر کہا۔

"دیکھو بانگلو! ہمیں اکٹھا نہیں لڑنا چاہیے
 اس طرح کرتے ہیں کہ پہلے میں تم
 سے لڑ لیتا ہوں اور جب میں تم کو
 ہلاک کرنے میں کامیاب ہو جاؤں تو پھر
 تم مجھ سے لڑ لیتا۔" بانگلو نے اچانک
 ایک خیال آتے ہی تجویز پیش کرتے
 ہوئے کہا۔

"ارے ہاں بانگلو! تمہاری بات بالکل ٹھیک
 ہے۔ اکٹھے لڑنے سے تو ہم دونوں کی
 طاقت اکٹھی ہی ختم ہو جاتے گی۔ چلو یہ
 ٹھیک ہے کہ پہلے تم مجھ سے لڑ کر
 مجھے ہلاک کر دو۔" بانگلو نے فوراً ہی راضی

ہوتے ہوتے کہا۔ اور دوسرے لمحے آننگو لڑاکے مینڈھے کی طرح پیچھے کی طرف ہٹتا چلا گیا۔ اور جب وہ کافی دور پہنچ گیا تو اس نے اپنا سر جھکایا اور پھر انتہائی تیزی سے دوڑتا ہوا سیدھا بانگو کی طرف بڑھا۔

بانگو بڑے اطمینان سے اپنا پیٹ پھیلانے اپنی جگہ کھڑا تھا۔ مگر آننگو جیسے ہی بانگو کے قریب آیا، بانگو تیزی سے ایک طرف ہٹ گیا اور آننگو جو سر جھکاتے انتہائی تیز رفتاری سے دوڑا چلا آ رہا تھا، بانگو کو اپنی جگہ سے ہٹانا نہ دیکھ سکا اور اسی رفتار سے دوڑتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ بانگو جہاں کھڑا تھا اس کے عین پیچھے بوڑھا وزیر عظیم اپنی کرسی پر بیٹھا ان دونوں کا مقابلہ دیکھ رہا تھا۔ بانگو کے اچانک ہٹنے کے بعد آننگو کے سر کی خوفناک ٹکر

پوری قوت سے کرسی پر بیٹھے ہوئے وزیر اعظم کے سینے پر پڑی اور وہ کرسی سمیت اچھل کر پشت کے بل ایک دھماکے سے جا گرا۔ اور اس کے حلق سے بھیانک چیخ بلند ہوئی۔

"وہ مارا بانگلو کو وہ مارا" بانگلو نے ٹکر مارتے ہی خوشی سے اچھلتے ہوئے کہا مگر دوسرے لمحے وہ چونک پڑا، کیونکہ اس نے بانگلو کو صحیح سلامت ایک طرف کھڑے دیکھ لیا تھا۔

بانگلو ایک طرف بڑے اطمینان سے ماتھے باندھے کھڑا مسکرا رہا تھا۔ ادھر بادشاہ اور شہزادی، وزیر اعظم کے نیچے گرتے ہی کرسیوں سے اچھلے اور انہوں نے بھاگ کر زمین پر پڑے ترپتے ہوئے وزیر اعظم کو اٹھانے کی کوشش کرنے لگے مگر بوڑھا وزیر اعظم بے چارہ آخری دموں پر تھا بانگلو کی اچانک اور خوفناک ٹکر نے اس بوڑھے وزیر اعظم کے سینے کی ہڈیاں

ٹوڑ ڈالی تھیں اور پھر وہ بادشاہ اور
شہزادی کے امٹاتے امٹاتے تڑپ کر دیں
ساکت ہو گیا۔

وزیر عظم کو مرتے دیکھ کر شیر شہزادی
نے زور سے ایک درد ناک چیخ ماری اور
پھر منہ چھپا کر زور زور سے رونا شروع
کر دیا۔

"ارے دیکھو بانگلو! شہزادی رو رہی ہے
اسے یقیناً تمہاری ٹکر مارنے سے افسوس
ہوا ہے۔ تم نے ٹکر ہی غلط ماری ہے؟"
بانگلو نے کہا۔

"تم پاگل، بے وقوف، حق! تم نے بڑھے
وزیر عظم کو مار ڈالا ہے۔ بادشاہ انتہائی
غصے سے دھاڑتا ہوا ان دونوں کی
طرف لپکا۔

"اب دیکھو میں تمکے مارتا ہوں۔ پھر
دیکھنا کہ شہزادی کیسے ہنستی ہے۔" بانگلو
نے کہا۔ اور پھر اس کا ہتھوڑا نما تمکے
ہوا میں لہرایا اور اس نے پوری قوت سے

مکہ ہانگو کے جہڑے پر نانا چاہا مگر
اب یہ بادشاہ کی بد قسمتی تھی کہ عین
اسی لمحے وہ غصے سے لپکتا ہوا ان
کے قریب پہنچ گیا تھا اور مچھ ہانگو
کا خوفناک مہم پوری قوت سے بادشاہ کی
کنپٹی پر پڑا اور بادشاہ ایک ہی لمحے مار کر
زمین پر گرا اور تڑپنے لگا۔

”یہ کیا کہ دیا تم نے احمق ہانگو؟“
شہزادی نے بادشاہ کو زمین پر گرتے دیکھا
تو چیختی ہوئی ان کی طرف دوڑ پڑی۔
مگر شہزادی کے قریب پہنچنے سے پہلے
ہی بادشاہ کی رُوح اس کے جسم سے
پرداز کر گئی۔

بادشاہ چند لمحے تڑپ کر مر چکا تھا۔
ہانگو کے خوفناک مہم نے بادشاہ کی کھوپڑی
توڑ ڈالی تھی۔

بادشاہ کے مرتے ہی میدان کے گرد
موجود نیزہ بردار غصے سے چیخے اور نیزے
لہراتے ہوئے ان کی طرف دوڑ پڑے۔

"رک جاؤ، رک جاؤ" اچانک شہزادی نے چیخ کر کہا اور شہزادی کی بات سنتے ہی تمام نیزہ بردار رک گئے۔

"انہوں نے جان کر بادشاہ کو نہیں مارا وہ خود ہی ان دونوں کے درمیان آگئے تھے۔ یہ بے گناہ ہیں۔" شہزادی نے چیختے ہوئے کہا۔

"واقعی شہزادی! یہ بے گناہ ہیں۔" تمام نیزہ برداروں نے نیزے لہرتے ہوئے کہا۔

"زندہ باد! شہزادی کا انصاف زندہ باد۔" آنکھوں بانگلو بنے بھی بیک وقت نعرہ لگاتے ہوئے کہا۔

"اور سنو! بہر حال تم دونوں قاتل ہو۔ اس لمحے نے وزیر اعظم کو قتل کیا ہے اور اس موٹے نے بادشاہ سلامت کو۔ اس لئے تم دونوں کو اس کی سزا ضرور ملیگی۔"

شہزادی نے غصے سے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے شہزادی! میری سزا یہ ہے کہ

تم مجھے اپنا شوہر بنا لو۔ بانگلو نے بڑا سا سر ہلاتے ہوئے کہا۔
 "اور میری سزا یہ ہے کہ تم میری بیوی بن جاؤ۔" بانگلو جھلا سب پیچھے رہنے والا تھا۔

سنو ہماری وادی کے رواج کے مطابق قاتلوں کو جو سزا دی جاتی ہے تمہیں بھی وہی سزا دی جاتے گی۔ شہزادی نے کہا اور پھر اس نے زور سے تالی بجائی۔ اس کے تالی بجاتے ہی پچاس کے قریب نیزہ بردار تیزی سے چلتے ہوئے شہزادی کے قریب پہنچ گئے۔

"ان دونوں کو لے جا کر کالی غار میں پھینک دو۔" شہزادی نے حکم دیتے ہوئے کہا۔
 "کالی غار! نہیں شہزادی، مجھے کالا رنگ پسند نہیں ہے۔ مجھے تم نیلی غار میں پھینک دو۔ نیلا رنگ مجھے پسند ہے۔" بانگلو نے فوراً ہی اپنا پسندیدہ رنگ بتاتے ہوئے کہا۔
 "اور مجھے سنہری رنگ بہت پسند ہے اس

لئے بے شک مجھے سنہری غار میں پھینک دو۔
آنکھوں نے بھی جواب میں اپنا پسیدہ رنگ

بتاتے ہوئے کہا۔
"حکم کی تعمیل کی جائے" شہزادی نے

انتہائی گستاخی میں نیزہ برداروں کو حکم
دیتے ہوئے کہا۔

اور شہزادی کا حکم سنتے ہی نیزہ بردار
تیزی سے ان دونوں کی طرف بڑھے اور

پھر انہیں نیزوں کی انیاں چھو کر ایک طرف
چلنے کے لئے کہا۔

"ارے ارے یہ کیا کر رہے ہو؟ ارے
پانکھو دیکھو! یہ انیاں پیچھے رہی ہیں۔ ہمارے

جسموں پر داغ پڑ گئے تو شہزادی کو واغدار
شوہر سے شادی کرنا پڑے گی۔" ان دونوں

نے اچھلتے ہوئے کہا۔
مگر نیزہ بردار انہیں دھکیلتے ہوئے ایک

طرف بڑھنے لگے۔
ان دونوں نے ان نیزہ برداروں کے

زرغے سے نکلنے کی بے حد کوشش کی مگر

بے شمار نیروں کی وجہ سے وہ مجبور ہو گئے اور اس طرح چلتے ہوئے وہ وادی کے شمال میں کافی دُور گئے۔

کافی دُور آنے کے بعد اچانک وادی کی زمین ایک جگہ ختم ہو گئی۔ آگے ایک بہت گہری غار تھی۔ اس کے بعد پہاڑیوں کا سلسلہ شروع ہو جاتا تھا۔

غار کا دہانہ بہت بڑا تھا اور وہ اتنی گہری تھی کہ اس کی تہہ نظر ہی نہ آرہی تھی۔ بس اندر اندیرا گہرا ہوتا چلا گیا تھا۔ شاید اسی لئے اسے کالی غار کہا جاتا تھا۔

"اے یہ کالی غار ہے۔ یہ تو بہت گہری ہے۔ اس میں سے ہم باہر کیسے نکل سکیں گے؟" آننگو باننگو نے غار میں جھانک کر خوفزدہ ہو کر پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔

"چلو کود جاؤ۔" نیزہ برداروں نے کہا۔ "ارے، مگر ہمیں سیڑھیاں تو دے دو تاکہ ہم باہر آکر شہزادی سے شادی کر سکیں۔" آننگو

لئے بے شک مجھے سنہری غار میں پھینک دو۔
آنکھوں نے بھی جواب میں اپنا پسیدہ رنگ

بتاتے ہوئے کہا۔
"حکم کی تعمیل کی جائے" شہزادی نے

انتہائی گستاخی میں نیزہ برداروں کو حکم

دیتے ہوئے کہا۔
اور شہزادی کا حکم سننے ہی نیزہ بردار

تیزی سے ان دونوں کی طرف بڑھے اور
پھر انہیں نیزوں کی انیاں چھو کر ایک طرف

چلنے کے لئے کہا۔
"ارے ارے یہ کیا کر رہے ہو؟ ارے

پانکھو دیکھو! یہ انیاں پیچھے رہی ہیں۔ ہمارے
جسموں پر داغ پڑ گئے تو شہزادی کو واغدار

شوہر سے شادی کرنا پڑے گی۔" ان دونوں
نے اچھلتے ہوئے کہا۔

مگر نیزہ بردار انہیں دھکیلتے ہوئے ایک
طرف بڑھنے لگے۔

ان دونوں نے ان نیزہ برداروں کے
زرنے سے نکلنے کی بے حد کوشش کی مگر

بانگلو نے کہا۔
مگر اسی لمحے نیزہ برواروں نے انہیں
زور سے دھکا دے دیا اور وہ دونوں سر
کے بل اس گہری کالی غار میں گرتے چلے
گئے۔ ان کے حلق سے نکلنے والی بھیانک
چینوں سے غار گونج اٹھی۔ اور پھر آہستہ
آہستہ یہ چینیں گہرائی میں جا کر ختم ہوتی چلی
گئیں اور پھر ہر طرف موت کی خاموشی
چھا گئی۔

ختم شد



اردو کتب خانہ پی کے

urdukutabkhanapk.blogspot



آنکلو بانگلو کی انتہائی دلچسپ کہانی

آنکلو بانگلو اور کان غار

مصنف مظہر کلیم ایم اے

- ❁ وہ کانلی غار کتنی گہری تھی —؟
- ❁ اس کی کوئی تہہ بھی تھی یا نہیں —؟
- ❁ آنکلو بانگلو کا اس غار میں گر کر کیا انجام ہوا —؟
- ❁ آنکلو بانگلو اس خوفناک غار میں گر کر کہاں پہنچ گئے —؟
- ❁ کسی نئی دنیا میں **!** موت کی وادی میں —؟
- ❁ آنکلو بانگلو شادی کرنے کی حسرت دل میں لئے ہی مر گئے —؟

شائع ہو گئی ہے

انتہائی دلچسپ حیرت انگیز اور

دلکش کہانی



آج ہی اپنے قریبی ایک مثال سے طلب فرمائیں

اسٹانکسٹ
لاہور محمد مارکیٹ یوسف برادرز
غزنی سٹریٹ - اردو بازار